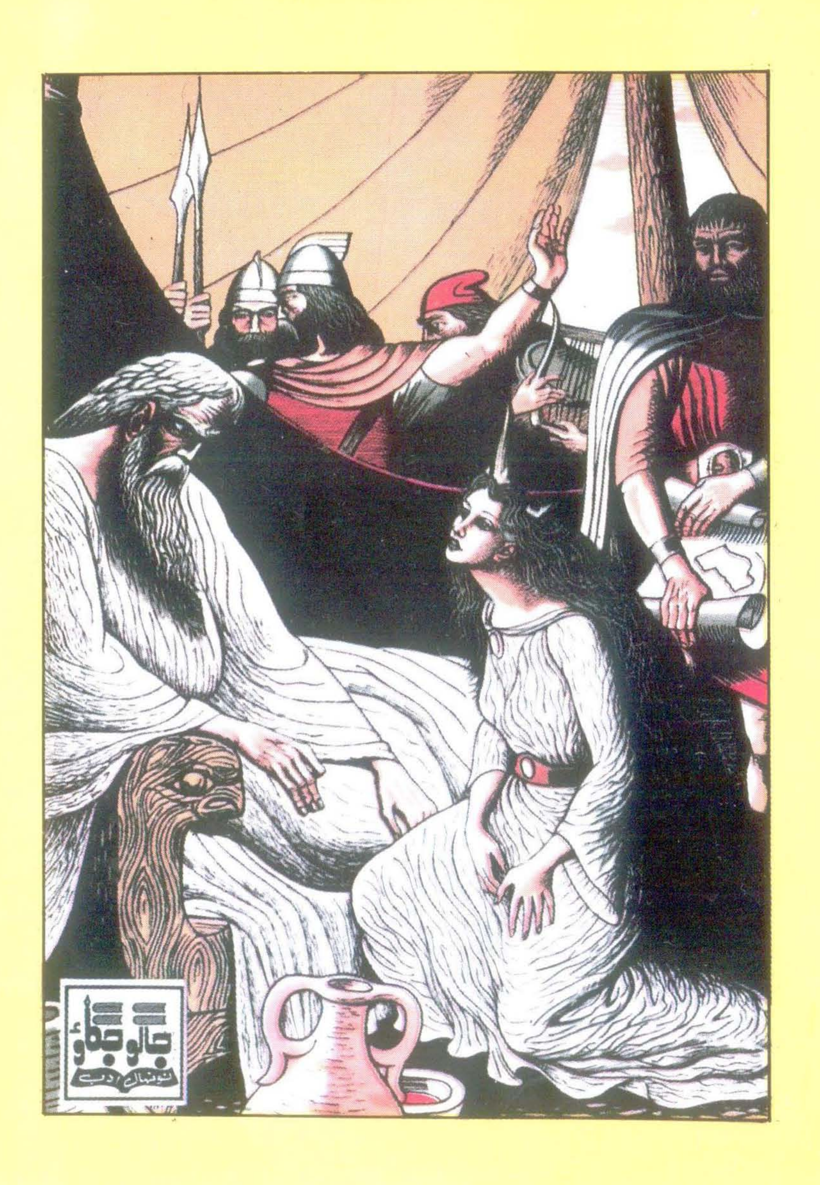
شیکسپیئر کی

تین روتی کہانیاں



شیکسپیئر کی تین روتی کہانیاں

تورا کینہ قاضی

نونہال ادب

ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، کراچی

ترتیب

جولیئس سیزر

کردار:

جولیئس سیزر	
آکٹولیس سیزر اور مارک انٹونی	سیزر کے وفادار
بروٹس، کاشیئس، کاسکا اور ڈیشیئس	سیزر کے قتل کی سازش کرنے والے
کلپورینا	سیزر کی بیوی

دو ہزار سال پہلے کی بات ہے۔ روم میں ایک عظیم شخص تھا جس کا نام جولیئس سیزر تھا۔ اپنی عظیم فتوحات کی بدولت وہ سارے یورپ میں ایک عظیم جرنیل اور فاتح کی حیثیت سے پہچانا جاتا تھا۔ جب وہ اپنی شان دار فتوحات سے فارغ ہو کر روم پہنچا تو وہاں لوگوں نے اس کا ایک قومی ہیرو کی حیثیت سے استقبال کیا۔

اُدھر روم میں بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جو سیزر کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خوف زدہ رہتے تھے۔ ان لوگوں میں سیزر کے بہت سے دوست

اور ساتھی بھی تھے۔ ان کا خیال تھا کہ سیزر کے عزائم بہت خطرناک ہیں۔ وہ مُلکی معاملات پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے روم کا بادشاہ بن جانا چاہتا ہے۔

ان دنوں روم میں بروٹس نام کا ایک شخص بھی رہا کرتا تھا۔ وہ بڑے اعلا اوصاف اور خوبیوں کا مالک تھا۔ وہ روم کا انتہائی محبِ وطن شہری تھا۔ اس کا دل ہر دَم جذبۂ حب الوطنی سے اور اپنے مُلک کی خاطر ہر ممکن قربانی دینے کی خواہش سے معمور رہتا تھا۔ سیزر اس کا بہترین دوست تھا، لیکن وہ اس کی بڑھتی ہوئی طاقت اور عزائم کو تشویش بھری نظروں سے دیکھتا تھا اور اس کی طرف سے پریشان و متفکّر رہتا تھا۔

سیزر میں خودپسندی اور غرور پیدا ہوتا جا رہا تھا۔ وہ اپنے آپ کو ایک دیوتا سمجھنے لگا تھا اور اپنے آپ کو دوسرے انسانوں سے اعلا اور برتر سمجھنے لگا تھا۔ ایک دن بروٹس اپنے بہنوئی کاشیئس سے مِلا۔ جولیئس سیزر اس وقت قومی کھیل دیکھنے ہپوڈروم گیا ہوا تھا۔ وہاں اس وقت ہزاروں کی تعداد میں لوگ اسے یعنی اپنے قومی ہیرو کو دیکھنے پہنچے ہوئے تھے۔ کاشیئس کو ڈر تھا کہ لوگ وہاں سیزر کو بادشاہی کا تاج پیش کریں گے۔ اسے اور بروٹس کو اتنی دُور سے بھی ہپوڈروم کے لوگوں کے نعرے لگانے اور شور مچانے کی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں بروٹس بھی اسی بات سے ڈر رہا تھا کہ کہیں لوگ سیزر کو روم کی بادشاہی کا تاج پیش کر کے اسے اپنا بادشاہ نہ بنا لیں۔

"اس شور و غل کا کیا مطلب ہے؟" اس نے فکرمندی سے کہا، "مجھے ڈر ہے کہ لوگ کہیں سیزر کو اپنا بادشاہ ہی نہ بنا بیٹھیں۔"

"تم کیا اسے پسند کرو گے؟" کاشیئس نے کہا، "میں تو اسے ہرگز پسند نہیں کروں گا۔ ہرچند کہ مجھے سیزر سے بہت محبّت ہے۔"

"مجھے بھی سیزر سے بے حد محبّت ہے، لیکن اس کا روم کا بادشاہ بن جانا میں ہرگز پسند نہیں کروں گا۔" بروٹس بولا۔

کاشیئس رومن پارٹی کا ممبر تھا اور وہ ہرگز نہ چاہتا تھا کہ سیزر بادشاہ بن جائے۔ اسے اس کے ساتھیوں نے بروٹس کے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ وہ اس معاملے میں بروٹس کو اپنا ہم نوا بنانے کی کوشش کرے۔ سیزر کا دوست ہونے کے ساتھ ساتھ بروٹس ایک بڑا بہادر سپاہی تھا اور بڑا مشہور آدمی تھا۔ روم کے لوگ اس سے بہت محبّت کرتے تھے اور اس کی رہ نمائی میں چلنے کو تیار رہتے تھے۔

چناں چہ کاشیئس نے سیزر کے خلاف بروٹس کے کان بھرنے شروع کیے:

"آخر وہ اپنے آپ کو اتنا عظیم کیوں سمجھتا ہے؟" اس نے کہا، "تم اور میں سیزر کی طرح ہی آزاد پیدا ہوئے ہیں۔ اسی کی طرح کھاتے پیتے بڑے ہوئے ہیں اور اسی کی طرح موسموں کی سردی برداشت کر سکتے ہیں، لیکن ہمیں اسے قتل کرنے میں غصّے سے زیادہ بہادری سے کام لینا چاہیے۔ ہمارے دل میں کوئی تلخی نہیں ہونی چاہیے۔"

یوں دونوں آدمی سیزر کو قتل کرنے کے فیصلے پر متفق ہو گئے

اور اگلی صبح کے انتظار میں اپنے گھروں کو چلے گئے۔

اگلی صبح آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ بادل زور زور سے گرج رہے تھے۔ بجلی بار بار چمک رہی تھی۔ ساتھ ہی تیز ہوائیں بھی چل رہی تھیں۔ زمین زلزلے سے لرز رہی تھی۔ جولیس سیزر اس رات آرام سے نہ سو سکا۔ صبح جب وہ بستر سے اُٹھا تو اس کی بیوی کلپورنیا نے اس سے التجا کی کہ وہ اس دن ہرگز دارالحکومت نہ جائے۔ اس نے کہا کہ رات اس نے ایک بڑا بھیانک خواب دیکھا ہے۔ وہ یہ تھا کہ دارالحکومت کے چوک میں نصب سیزر کے مجسمے سے خون بہ رہا ہے اور رومی لوگ اس خون سے اپنے ہاتھ رنگتے ہوئے خوشی سے قہقہے لگا رہے ہیں۔

"سیزر! میں توہمات پر ہرگز یقین نہیں رکھتی۔" کلپورنیا نے کہا، "لیکن گزشتہ رات روم میں بے حد عجیب اور خوف ناک قسم کے واقعات رونما ہوئے ہیں۔ ایک آدمی نے بتایا ہے کہ اس نے دارالحکومت کے چوک میں ایک بہت خوف ناک قسم کا شیر بیٹھا ہوا دیکھا تھا اور قبریں پھٹ گئی تھیں اور ان میں سے مُردے باہر نکل پڑے تھے۔ ہوا میں تلواروں کے ٹکرانے کا شور سنائی دے رہا تھا جیسے کوئی زبردست قسم کی جنگ لڑی جا رہی ہو۔ اس میں گھوڑوں اور انسانوں کے تکلیف سے چیخنے چلّانے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اوہ سیزر! ان واقعات کو سمجھنا انسانی عقل سے بعید ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ ان واقعات میں ہمارے لیے ایک تنبیہ پوشیدہ ہے۔ تمھارے ساتھ کوئی خوف ناک

حادثہ پیش آنے والا ہے۔"

سیزر نے اپنی بیوی کو یہ کہہ کر تسلی دینے کی کوشش کی کہ ان تمام واقعات کے رونما ہونے سے یہ بھلا کس طرح ثابت ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آنے والا ہے۔ اگر یہ عجیب و غریب واقعات واقعی کسی قسم کی تنبیہ ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ ان سے تمام دُنیا کو آنے والے حادثات کی جانب سے خبردار کیا گیا ہے صرف اسے نہیں۔

لیکن کلپورنیا مطمئن نہ ہو سکی۔ اس نے کہا:

"جب فقیر مرتے ہیں تو آسمان پر نئے ستارے نمودار نہیں ہوتے، لیکن بادشاہوں کی موت پر آسمان پھٹ پڑا کرتے ہیں۔"

بالآخر یوں ہی اپنی باتوں اور اصرار سے وہ سیزر کو اس پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو گئی کہ اس دن وہ کہیں باہر نہ جائے بلکہ گھر پر ہی رہے۔ کاشیئس نے جب یہ دیکھا کہ اس دن سیزر گھر سے باہر نہیں نکل رہا ہے تو اس نے ڈیشیئس کو اس کے گھر بھیجا تاکہ وہ اسے اپنے ساتھ دارالحکومت لے آئے۔ ڈیشیئس جب سیزر کے گھر پہنچا تو کلپورنیا نے اس سے کہا کہ وہ سیزر کو اس دن ہرگز گھر سے باہر نہیں نکلنے دے گی، کیوں کہ وہ سیزر کی جان کو خطرے میں محسوس کرتی ہے۔ ڈیشیئس یہ سُن کر ہنس دیا۔

"کیوں؟ تمھیں ایسا ڈر کیوں محسوس ہوتا ہے؟" اس نے کلپورنیا سے پوچھا۔ اس پر کلپورنیا نے اسے اپنے بھیانک خواب کے بارے میں بتایا۔ اس پر ڈیشیئس اور بھی زور زور سے ہنسنے لگا۔

"تم نے اپنے خواب کی غلط ترجمانی کی ہے۔" اس نے کہا، "تم نے

جو یہ خواب دیکھا ہے کہ سیزر کے مجسّمے سے خون بہ رہا ہے اور اہلِ روم مسکراتے ہوئے اس خون سے اپنے ہاتھ رنگ رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ روم کو ابھی سیزر کی خدمات کی اشد ضرورت ہے۔ سیزر اپنی شان دار فتوحات اور خدمات سے روم کی رگوں میں نیا اور تازہ خون دوڑائے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ سیزر کی حکمرانی میں روم کے لوگ بڑا عروج اور عظمت حاصل کریں گے۔"

"ہاں تم نے میری بیوی کے خواب کی صحیح تشریح کی ہے۔" سیزر بولا۔

ڈیشیئس کہتا گیا، "میں نے سُنا ہے کہ لوگوں نے آج سیزر کی تاج پوشی کرنے کا فیصلہ کیا ہے، اگر تم نے انھیں یہ پیغام بھجوا دیا کہ تم نہیں آسکتے تو وہ اپنا ارادہ تبدیل کر لیں گے اور تمھارا مذاق بھی اُڑائیں گے کہ کیا ہمیں سیزر کی بیوی کے ایک اچھا خواب دیکھنے کے وقت تک انتظار کرنا چاہیے؟ اگر تم ان کے پاس نہ گئے اور یہیں گھر میں چُھپے رہے تو وہ آپس میں سرگوشیاں کریں گے کہ "دیکھو۔ ہمارا سیزر۔ اتنا بڑا فاتح، خوف زدہ ہے۔"

ڈیشیئس سیزر کی کمزوریوں سے خوب آگاہ تھا! سیزر جو ایک بے حد بہادر جرنیل اور عظیم فاتح تھا بھلا یہ کیوں کر برداشت کر سکتا تھا کہ اسے بزدل کے لقب سے پکارا جائے۔ وہ اپنی بیوی کی طرف مڑا اور بولا: "تم بھی کیسے احمقانہ قسم کے توہمات میں مبتلا رہتی ہو کلپورنیا! میں تو ہرگز ان کی پروا نہیں کرتا۔" یہ کہہ کر اس نے اپنا لبادہ اپنے گرد لپیٹا اور ڈیشیئس کے ساتھ دارالحکومت روانہ ہو گیا۔

سیزر کو معلوم نہیں تھا کہ اس کے دُشمن اس کے خلاف کون سی چالیں

چل رہے ہیں۔ وہ سب اس وقت دارالحکومت میں جمع تھے۔ اس کے وہاں پہنچتے ہی وہ سب اس کے گرد جمع ہو گئے۔ ان سب نے اس سے یہ بہانہ کیا کہ وہ اس سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں کاشیئس، بروٹس، کاسکا اور اس کے بہت سے دوست بھی موجود تھے۔ پھر اشارہ ہوتے ہی کاسکا نے اپنی تلوار نکال لی اور چلّا کر سیزر سے بولا، "تم کیا ہمارے بادشاہ بننا چاہتے ہو؟ تم کیا اسی لیے یہاں آئے ہو؟ ٹھیرو میں اس کا جواب دیتا ہوں!" یہ کہہ کر اس نے سیزر پر ایک وار کیا۔ دوسروں نے بھی اپنی تلواریں نکال لیں اور سیزر پر ٹوٹ پڑے۔ آخر میں بروٹس اپنی تلوار سونت کر سیزر پر حملہ آور ہُوا۔

جب سیزر نے یہ دیکھا کہ اس کا عزیز ترین دوست بھی اس کے دشمنوں کے ساتھ مِلا ہُوا ہے تو وہ دُکھ بھری آواز میں چلّایا:

"بروٹس! تُو بھی؟" وہ زمین پر گر گیا۔

روم کے لوگوں نے سیزر پر قاتلانہ حملے کی اطلاع انتہائی حیرت کے ساتھ سُنی۔ ان میں عجیب قسم کا خوف و ہراس پیدا ہو گیا۔ انھوں نے سنّا کو پکارتے سُنا۔

"آزادی زندہ باد! سیزر مرگیا ہے!" پھر انھوں نے دیکھا کہ سیزر کے قاتل اپنے ہاتھ اس کے جسم سے بہنے والے خون سے رنگ رہے ہیں۔ اس نظّارے نے انھیں خوف سے نیم پاگل سا کر دیا۔ وہ چیختے چلّاتے ایک دوسرے کے اوپر گرتے پڑتے اپنے گھروں کو بھاگ کھڑے ہوئے۔ کاشیئس نے اس موقع پر بروٹس کو قوم کا لیڈر منتخب کیے جانے کا اعلان کر دیا۔

بروٹس رومی لوگوں کا ہیرو تھا۔ اس نے جلد ہی وہاں امن و امان بحال کر دیا اور پھر ان کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا:

"تم لوگوں کو سیزر کے قتل پر ڈرنے اور خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ واقعی اسی قابل تھا کہ اسے قتل کر دیا جاتا۔ اس کے عزائم بے حد خطرناک تھے۔ وہ روم کا خادم نہیں بلکہ اس کا دشمن تھا۔ اب وہ ختم ہو چکا ہے۔ اب روم کو کسی قسم کا خطرہ لاحق نہیں۔ ہم ملک میں عدل و انصاف سے حکومت کریں گے اور یہ ہر شخص کے جان و مال کی حفاظت کریں گے۔"

اس کی تقریر نے لوگوں کو کچھ مطمئن کر دیا۔ پھر جب اس نے کہا کہ وہ اپنی باقی تقریر دارالحکومت کے بڑے چوک میں جاکر مکمل کرے گا اور ان کے سامنے سیزر کے قتل کی وجوہ تفصیل سے بیان کرے گا تو سب لوگ بڑے چوک کی سمت ہو لیے۔

اسی اثنا میں سیزر کا وفادار دوست مارک انٹونی دارالحکومت آن پہنچا۔ اس نے سیزر کے قتل پر بروٹس اور دوسرے لوگوں کو خوب بُرا بھلا کہا اور بولا: "میں سیزر کا وفادار ہوں۔ تم مجھے بھی قتل کر دو۔"

"نہیں انٹونی! ایسا مت کہو۔ ہم نے سیزر کو بے سبب نہیں قتل کیا۔" بروٹس نرمی سے بولا۔ پھر اس نے سیزر کے قتل کیے جانے کی وجہ انٹونی کو بتائی کہ اس کے خطرناک عزائم کس طرح روم کے لیے خطرہ بنتے جا رہے تھے۔

"اور جہاں تک تمھارا تعلق ہے مارک انٹونی۔ تمھارے لیے ہماری تلواریں کند ہیں۔ ہمارے دلوں میں تمھارے لیے برادرانہ محبت کے جذبات کے سوا اور کچھ نہیں۔ صرف اس وقت کا انتظار کرو جب تک ہم لوگوں کو پوری طرح سے

مطمئن نہیں کر دیتے۔ ان میں بے حد خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے۔ اس کے بعد ہم تمھیں بتائیں گے کہ ہم نے سیزر کو کیوں ہلاک کیا ہے۔ اسے قتل کرنے والوں میں مَیں بھی کیوں شامل ہوں جو سیزر سے اتنی محبت رکھتا تھا۔"

"سیزر سے میں بھی بے حد محبت کرتا ہوں۔" مارک انٹونی آہستہ سے بولا، "ٹھیک ہے۔ میں یہاں اس وقت تک ٹھیر کر انتظار کرتا ہوں جب تک تم مجھے اس کے قتل کی وجہ نہیں بتا دیتے۔ مجھے امید ہے کہ اس کے بعد بھی ہم ایک دوسرے کے دوست ہی رہیں گے۔"

پھر اس نے اجازت چاہی کہ وہ سیزر کی لاش کو چوک میں لے آئے اور رومن رعایا کے سامنے آخری رسومات کے موقع پر کی جانے والی تقریر کر لے۔ بروٹس اور اس کے ساتھیوں نے اسے اجازت دے دی اور انٹونی کو سیزر کی لاش کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔

انٹونی سیزر کی لاش کے قریب گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا اور دُکھ سے بوجھل آواز میں اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:

"مجھے معاف کر دے اے سیزر! اے مٹی کے خون بہاتے ہوئے ٹکڑے! میں ان قسائیوں سے تیرا انتقام نہ لے سکا۔ تیرا قتل شریف انسانیت کا قتل ہے۔ تیرے جیسے عظیم آدمی زمانہ کبھی کبھار ہی پیدا کرتا ہے۔ افسوس! ان ظالموں نے تجھے مار ڈالا۔ تجھے قتل کر دیا۔ تیری کوئی قدر نہ کی۔" پھر اس نے دبی آواز میں قسم کھائی کہ وہ اس کے قاتلوں سے ضرور انتقام لے گا۔

اس کے بعد اس نے ایک ملازم کو آواز دی اور اس کی مدد سے سیزر کی لاش اُٹھوائی اور بڑے چوک میں لاکر ایک بلند چبوترے پر رکھ دی۔

بڑے چوک میں اس وقت بروٹس خوف زدہ رومی رعایا کے سامنے تقریر کر رہا تھا:

"اے رومیو اے میرے ہم وطنو! میں جو کچھ تم سے کہنا چاہتا ہوں اسے ذرا خاموشی کے ساتھ سُنو! اگر اس جگہ سیزر کا کوئی عزیز ترین دوست موجود ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ بروٹس بھی سیزر کا عزیز ترین دوست تھا اور اسے بےحد عزیز رکھتا تھا۔ اگر سیزر کا وہ دوست پوچھتا ہے کہ پھر بروٹس نے سیزر کو کیوں قتل کر دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ بروٹس کو سیزر سے زیادہ روم سے محبت ہے۔ کیا تمھیں یہ بات اچھی لگتی کہ سیزر زندہ رہتا اور تم اس کے غلام بنے رہتے یا یہ بات اچھی لگتی کہ سیزر مر جاتا اور تم آزادی کی فضا میں اپنی زندگیاں گزارتے؟ سیزر مجھ سے بہت محبت کرتا تھا۔ اس کی موت پر میں بھی افسردہ ہوں۔ وہ ایک بےحد بہادر آدمی تھا۔ ایک عظیم فاتح تھا، لیکن وہ خطرناک عزائم کا مالک تھا، جو روم کے مفاد میں ہرگز نہیں تھے۔ اسی لیے ہم نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے اپنے عزیز دوست کو صرف روم کے بہتر مفاد کے لیے قتل کیا ہے۔ روم کے مفاد کے لیے میں ہر بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔ خواہ وہ میری جان کی قربانی ہی کیوں نہ ہو۔"

بروٹس کی اس تقریر میں جو خلوص تھا اور جس جذبۂ حب الوطنی کی جھلک تھی اس نے رومن رعایا کو بےحد متاثر کیا۔ انھوں نے بے ساختہ نعرے لگانے شروع کر دیے: "زندہ باد بروٹس! سلامت رہے بروٹس! ہمارا محسن! روم کا قابلِ فخر سپوت زندہ باد!"

پھر اچانک ہی سب لوگ خاموش ہو گئے۔ انھوں نے دیکھا کہ مارک انٹونی سیزر کی خون بہاتی لاش کے ساتھ چوک کی طرف آ رہا ہے۔ بروٹس نے ان سے کہا کہ وہ وہاں ٹھیریں اور انٹونی کی تقریر سنیں۔ چناں چہ عوام خاموش ہوکر انٹونی کی تقریر سُننے لگے:

"دوستو! عزیزو! ہم وطنو!" انٹونی نے انھیں مخاطب کیا، "میری باتیں ہوش و گوش کے ساتھ سنو۔ میں سیزر کی تعریف کرنے نہیں بلکہ اسے دفن کرنے کے لیے آیا ہوں۔ لوگ جو بُرائیاں کرتے ہیں وہ ان کے بعد بھی زندہ رہتی ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں وہ اکثر ان کے ساتھ ہی زمین میں دفن ہو جاتی ہیں۔ سیزر کے ساتھ بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔" اس نے رُک کر اُداس نظروں سے رومن عوام کو دیکھا اور پھر کہنے لگا، "شریف بروٹس نے مجھے بتایا ہے کہ سیزر کے عزائم خطرناک تھے۔ یہ بات اس نے تمھیں بھی بتائی ہے کہ سیزر کتنے خطرناک عزائم کا مالک تھا۔ اگر واقعی ایسی ہی بات تھی تو سیزر کا یہ ایک بھیانک قصور تھا اور اس نے اس قصور کی سزا بھگتی۔

"میں بروٹس کی اجازت سے یہاں سیزر کی تدفین کے موقع پر تقریر کرنے آیا ہوں۔ سیزر میرا دوست تھا، وفادار اور سچا دوست، لیکن بروٹس کہتا ہے کہ وہ بڑے اور خطرناک عزائم رکھنے والا آدمی تھا اور بروٹس ایک معزز آدمی ہے۔ سیزر غریبوں پر ہمیشہ مہربان رہا تھا اور ان کی دستگیری کرتا رہا تھا۔ اسے عوام سے یعنی تم لوگوں سے بےحد محبت تھی۔ تم لوگوں کے لیے ہر قسم کی خدمات بجا لانے کے لیے وہ

ہمیشہ تیار رہتا تھا۔ خطرناک اور بُرے عزائم رکھنے والے لوگ تو ایسے نہیں ہُوا کرتے اور بروٹس کہتا ہے وہ ایسا ہی تھا اور بروٹس ایک معزّز آدمی ہے۔ کل تم لوگوں نے دیکھا تھا کہ میں نے ہیتوڈروم میں اسے روم کا تاج پیش کیا تھا جو اس نے تین مرتبہ ٹھکرا دیا تھا۔ کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ خطرناک اور بُرے عزائم رکھنے والا شخص تھا؟ جیسا کہ بروٹس نے کہا ہے اور بروٹس ایک معزّز آدمی ہے۔"

اس تقریر نے لوگوں کے دلوں میں بروٹس کے لیے نفرت پیدا کردی۔

"انٹونی سچ کہتا ہے۔" وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ "سیزر کے ساتھ واقعی بہت ظلم ہُوا ہے۔ وہ تو ہرگز روم کا تخت و تاج نہیں چاہتا تھا۔ وہ تو ہرگز اپنے ملک کے لیے بُرے اور خطرناک عزائم نہیں رکھتا تھا۔ وہ تو بےگناہ ہی مارا گیا۔"

ادھر انٹونی اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا، "میری اس تقریر کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ میں ان لوگوں کے لیے تمھارے دلوں میں نفرت اور غصّہ بھر دوں جنھوں نے سیزر پر تلواریں اُٹھائی ہیں۔ وہ انتہائی نیک نام اور معزّز اشخاص ہیں۔"

یہ سُنتے ہی لوگوں نے چلانا شروع کر دیا، "نہیں ہرگز نہیں! یہ لوگ ہرگز نیک نام اور معزّز نہیں! یہ لوگ قاتل ہیں! بدمعاش ہیں!"

انٹونی پھر کہنے لگا، "اگر تمھارے پاس آنسو ہیں تو تم انھیں بہانے کی تیاری کرو۔" اتنا کہتے ہوئے اس نے لوگوں کو سیزر کا لبادہ دکھایا جو تلواروں کے واروں سے جابجا کٹا ہوا تھا اور تلواروں کے یہ وار ان

لوگوں نے کیے تھے جو سیزر کے بہترین دوست شمار ہوتے تھے۔

"دیکھو یہ کاسکا نے کیا کیا ہے!" اس نے چلّا کر لوگوں سے کہا، "اور یہ دیکھو! اس کے پیارے دوست بروٹس نے کیا کیا ہے! تم سب جانتے ہو کہ سیزر ان دونوں کو کتنا عزیز رکھتا تھا۔ جب اس نے یہ دیکھا تھا کہ بروٹس بھی اس کے دُشمنوں سے مِلا ہُوا ہے تو اس کا دل ٹوٹ کیا گیا۔"

لوگ چلانے لگے: "آہ! شریف سیزر! عظیم سیزر! ہم تیرے قتل کا تیرے دُشمنوں سے بدلہ لیں گے!"

اسی طرح چیختے چلّاتے سب لوگ سیزر کے قاتلوں کی تلاش میں چوک سے اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ یہ دیکھ کر مارک انٹونی نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس کے منصوبے کا پہلا حصّہ مکمّل ہو گیا تھا۔

پھر جب وہ گھر واپس جانے کی تیاری کر رہا تھا تو اس کا ایک خادم اس کے پاس آیا۔ وہ اس کے پاس دو خوشخبریاں لےکر آیا تھا۔ پہلی خوشخبری یہ تھی کہ بروٹس اور اس کے سب دوست عوام کے غیض و غضب کے خوف سے بہ عجلت تمام شہر سے فرار ہو گئے ہیں اور دوسری خوشخبری یہ تھی کہ سیزر کا وفادار جرنیل آکٹوِیس سیزر ایک بڑی فوج کے ساتھ روم آ پہنچا ہے۔ انٹونی فوراً ہی جنگ کا منصوبہ تیار کرنے کے لیے آکٹوِیس سے ملنے روانہ ہو گیا۔

بروٹس اور کاشیئس اٹلی سے فرار ہوکر یونان بھاگ گئے تھے۔ وہاں پہنچ کر انھوں نے ایک بڑی فوج اکٹھی کی اور ساردیس کے مقام پر پڑاؤ

ڈال دیا۔ انٹونی اور آکٹولیس اپنی فوج کے ساتھ فلپی کے مقام پر آکر خیمہ زن ہو گئے جو سار دیس سے چند میل کے فاصلے پر واقع تھا۔

بروٹس اب ایک بے حد مایوس ، دل شکستہ اور تلخ مزاج آدمی بن چکا تھا۔ اسے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے سیزر کا قاتل وہ اکیلا ہی ہے صرف اسی نے ہی سیزر کو حب الوطنی کے جوش میں قتل کیا ہے۔ صرف اسی کو ہی ملک اور قوم کا حقیقی دُکھ تھا۔ دوسرے لوگ جن میں اس کا بہنوئی کاشیئس بھی شامل تھا، اب آپس میں اونچے عہدوں اور رشوتوں کے لیے لڑ رہے تھے۔ پھر ایک رات سار دیس میں اسے یہ خبر ملی کہ اس کی بیوی انتقال کر گئی ہے۔ اس اطلاع نے اس کی مایوسی اور غم میں اور بھی اضافہ کر دیا۔ پھر ایک دن کاشیئس سے اس کا شدید جھگڑا ہوا۔ کاشیئس اس کی قائدانہ صلاحیتوں اور لیاقت و قابلیت کی وجہ سے اس سے بہت حسد کرتا تھا۔ پھر یہ کہ بروٹس اس کے مقابلے میں خاصا کم عمر بھی تھا۔

پھر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ دونوں اپنا جھگڑا بُھلا کر آپس میں دوست بن گئے اور جنگ کے بارے میں صلاح مشورے کرنے لگے۔ بروٹس پیش قدمی کرتے ہوئے فلپی جاکر مارک انٹونی پر حملہ کرنا چاہتا تھا جب کہ کاشیئس اس کے خلاف تھا۔ "بہتر یہ رہے گا کہ دُشمن کو اپنی طرف بڑھنے دیا جائے۔" اس نے کہا، "اس طرح اس کے سپاہی تھک جائیں گے اور اس کی قوت گھٹ جائے گی۔ جب کہ ہم اپنے تازہ دَم سپاہیوں کے ساتھ عمدہ دفاعی پوزیشن میں ہوں گے۔"

لیکن بروٹس نے اسے سمجھایا کہ سار دیس اور فلپی کے درمیان جو لوگ آباد ہیں۔ ان کی ہمدردیاں انٹونی کے ساتھ ہیں اکثر دیہاتوں کے لوگ انٹونی کی فوج میں بھرتی ہو چکے ہیں۔ اس نے کہا کہ ان کی طاقت اس وقت بہت بڑھی ہوئی ہے، اس لیے اس سے قبل کہ ان کا دُشمن ان سے زیادہ قوت پکڑ لے انھیں اس پر جاکر حملہ کر دینا چاہیے۔

"انسانوں کے جذبات میں بھی جوار بھاٹا موجود ہوتا ہے۔ اس کی صحیح پوزیشن سے اگر فائدہ اُٹھا لیا جائے تو کام یابی یقینی ہوتی ہے۔" بروٹس نے کہا۔

چار و ناچار کاشیئس مان گیا اور دونوں نے اپنی فوج کے ساتھ سار دیس سے فلپی کی جانب پیش قدمی شروع کر دی۔ آکٹویس اور مارک انٹونی کو اس خبر سے بے حد مسرّت ہوئی۔ وہ بہترین دفاعی پوزیشن میں تھے۔ فلپی کا میدانِ جنگ اس لحاظ سے کچھ عجیب نقشہ پیش کر رہا تھا کہ دونوں دشمنوں کے سپاہیوں کی وردیاں اور ہتھیار ایک جیسے تھے اور ان کے لیے دوست دُشمن کی تمیز کرنی مشکل تھی۔ بروٹس اور کاشیئس کی فوج میں ایک دوسرے کے لیے حسد اور بدخواہی کے جذبات پھیلے ہوتے تھے۔ جب کہ انٹونی اور آکٹویس کی فوج میں باہمی اتفاق و اتحاد کے جذبات اپنے عروج پر پہنچے ہوئے تھے۔

کاشیئس نے اپنے ایک فوجی سالار کے سامنے اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ وہ فوج کو اتنی دُور سے میدانِ جنگ میں لانے کے حق میں نہیں تھا، کیوں کہ طویل پیش قدمی فوج کو تھکا دیتی اور اسے

میدان میں لڑنے کے لیے بہتر پوزیشن بھی حاصل نہیں ہو سکتی ۔ اب یہ حال تھا کہ آکٹوپس اور انٹونی کی فوج بالکل تازہ دَم اور تر و تازہ تھی اور بہترین پوزیشن میں تھی اور خود ان کی فوج تھکی ماندی اور کم ہمّت تھی ۔ کاشیئس نے یہی بات بروٹس سے بھی کہی اور اس سے پوچھا:

”اگر ہم یہ جنگ ہار گئے تو تم کیا پسند کرو گے کہ تمھیں قیدی کی حیثیت سے روم لے جایا جائے اور اس کی گلیوں بازاروں میں پھرایا جائے ؟“

بروٹس نے کہا کہ وہ اپنی جان دے دے گا ، لیکن دشمن کے ہاتھ قید ہونا ہرگز پسند نہ کرے گا ۔ پھر دونوں آدمی فوج میں اپنے اپنے حصّے کی کمان کرنے کے لیے ایک دوسرے سے جُدا ہو گئے ۔اس وقت ان کے دل و دماغ پر مایوسی طاری تھی ۔ وہ اپنی کام یابی کی طرف سے ہرگز پُراُمید نہ تھے ۔

جنگ تمام دن جاری رہی ۔ شام ہوتے ہوتے یہ صاف دکھائی دینے لگا کہ انٹونی اور آکٹوپس فتح یاب ہو جائیں گے ۔ اسی وقت ایک قاصد کاشیئس کے پاس پہنچا اور اسے اطلاع دی کہ اس کے پڑاؤ پر دُشمن نے قبضہ کر لیا ہے ۔ وہ دراصل بروٹس کے سپاہی تھے جنھیں کاشیئس نے انٹونی کے سپاہی سمجھ لیا اور مایوسی کی حالت میں اس نے تلوار نکال کر خود اپنے ہاتھوں سے اپنا خاتمہ کر لیا ۔ تھوڑی دیر بعد بروٹس بھی وہاں آگیا ۔ اس نے جب اپنے بہنوئی کو یوں مرے ہوئے دیکھا تو وہ خوف زدہ ہو کر چلّایا :” اے جولیس سیزر ! تُو اب بھی طاقت ور ہے!

تیری روح ہم میں موجود ہے اور ہمیں آپس میں لڑوا رہی ہے !“

اس کی ہمّت بھی اب جواب دے چکی تھی ۔وہ اپنے آپ کو ابھی سے ہی شکست خوردہ محسوس کرنے لگا تھا۔ تاہم اس نے اپنی فوج کے باقی ماندہ حصّے کے ساتھ بڑی بہادری سے دُشمن کا مقابلہ کیا اور بڑی بےجگری سے لڑتا رہا ، لیکن اس کی قسمت میں شکست لکھی جا چکی تھی۔ شکست ہوتے ہی وہ اور اس کے چند دوست میدانِ جنگ سے بھاگ اُٹھے اور اس کی آدھی سے زیادہ فوج قیدی بنا لی گئی ۔

مارک انٹونی نے اپنے سالاروں کو حکم دیا کہ وہ قیدیوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں۔”میں ایسے آدمیوں کو اپنا دُشمن بنانے کے بجائے دوست بنانا پسند کروں گا ۔“ اس نے کہا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ بروٹس کو تلاش کر کے اسے آکٹوپس کے خیمے میں لایا جائے ۔

لیکن اس کے سپاہیوں کو تلاش کرنے پر زندہ بروٹس کے بجائے اس کی لاش مِلی ۔ اس نے اپنی تلوار سے اپنا خاتمہ کر لیا تھا ۔اس کی روم کی عظمت اور رومی عوام کی بھلائی کی تمام اُمیدیں خاک میں مِل گئی تھیں ۔ وہ رومی عوام کے لیے جو کچھ کرنے کے ارادے کیے ہوئے تھا وہ سب خاک میں مِل گئے تھے ۔ اسی مایوسی اور نااُمیدی کی حالت میں اس نے یہ مناسب سمجھا تھا کہ وہ بھی کاشیئس کی طرح اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی کا خاتمہ کر لے ۔

جب سپاہی بروٹس کی لاش انٹونی کے پاس لائے تو وہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بَل زمین پر بیٹھ گیا ۔ اسے اس انتہائی با اصول، باوقار

اور عزت دار آدمی کے ایسے حسرت ناک انجام پر ناقابلِ بیان دُکھ اور صدمہ محسوس ہو رہا تھا ۔

" یہ روم کا قابلِ فخر فرزند تھا ۔" اس نے کہا ، " یہ تمام رومیوں میں سب سے بہتر اور سب سے اچھا تھا ۔ دوسروں نے جو کچھ کیا ہے وہ عظیم سیزر سے حسد کے جذبے کے تحت کیا ہے ، مگر بروٹس نے جو کچھ کیا وہ سب رومی عوام کی بھلائی اور ان سے سچی ہمدردی کے جذبے سے کیا ۔"

پھر وہ اپنی جگہ سے اُٹھ گیا اور اپنے سپاہیوں سے بولا کہ وہ بروٹس کی لاش کو اس کے پڑاؤ پر لے جائیں تاکہ وہاں اس کے شایانِ شان رسمِ تدفین انجام دی جا سکے ۔

" ہم اس کی لاش کو انتہائی تزک و احتشام سے دفن کریں گے ۔" اس نے کہا ، " اور وہ بلاشبہ اس اعزاز کا مستحق ہے ہم دُنیا کو بتائیں گے کہ وہ ایک بے حد بہادر اور شریف آدمی تھا ۔"

چھوٹی بیٹی کی محبت

کردار :

بادشاہ لیئر	
گونرل ، ریگن اور کورڈیلیا	بادشاہ لیئر کی بیٹیاں
البانی کا ڈیوک	گونرل کا خاوند
کارنوال کا ڈیوک	ریگن کا خاوند
شاہِ فرانس اور برگنڈی کا ڈیوک	کورڈیلیا سے شادی کے امیدوار
ارل اوف کینٹ	
ارل اوف گلوسٹر	
ایڈگر اور ایڈمنڈ	ارل اوف گلوسٹر کے بیٹے

کئی سو سال پہلے کی بات ہے ۔ انگلستان پر ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا جس کا نام لیئر تھا ۔ وہ طویل عرصے تک اپنے مُلک پر بڑے عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرتا رہا ۔ اس کے زمانے میں رعایا خوش حال اور فارغ البال تھی ۔ لیئر اُن کے لیے بڑا اچھا حکمراں ثابت

ہُوا تھا ۔ اب جب کہ وہ بوڑھا اور کم زور ہو چکا تھا اور اپنے اندر مزید حکومت کرنے کی سکت نہ پاتا تھا تو وہ چاہنے لگا تھا کہ مُلک کی حکومت نوجوان ہاتھوں کو سونپ دے اور خود اپنی باقی ماندہ زندگی امن و سکون کے ساتھ گزارے ۔

لیئر کا کوئی بیٹا نہ تھا جو اس کے بعد انگلستان کا بادشاہ بنتا۔ البتہ اس کی تین بیٹیاں تھیں ۔ گونرل ، ریگن اور کورڈیلیا ۔ اس کا منصوبہ تھا کہ وہ اپنی سلطنت اپنی ان تینوں بیٹیوں میں تقسیم کر دے ۔ گونرل اور ریگن شادی شدہ تھیں ۔ گونرل کی شادی البانی کے ڈیوک سے ہوئی تھی اور ریگن کی کارنوال کے ڈیوک سے ۔ اور انھی دنوں لیئر کے پاس دو مہمان، برگنڈی کا ڈیوک اور شاہ فرانس ٹھیرے ہوئے تھے جو اس کی سب سے چھوٹی بیٹی کورڈیلیا سے شادی کے امیدوار تھے۔ لیئر کا خیال تھا کہ اس کی بیٹیاں اپنے اچھے شوہروں کے ساتھ ان کے صلاح ومشورے سے انگلستان پر اسی طرح عدل و انصاف اور امن و چین سے حکومت کر سکیں گی جیساکہ وہ کرتا رہا تھا۔

لیئر نے یہ فیصلہ پہلے ہی سے کر رکھا تھا کہ اس کی بیٹیاں سلطنت کے کِن کِن حصّوں کی مالک ہوں گی، لیکن اپنے فیصلے سے انھیں آگاہ کرنے سے پہلے اس نے ان تینوں کو اپنے دربار میں بُلوایا اور ان سے پوچھا کہ آیا وہ واقعی اس سے یعنی اپنے باپ سے بے حد محبت کرتی ہیں ؟ سب سے بڑی بیٹی گونرل نے جواب دیا:

" محترم ابّا جان ۔ میں آپ سے اتنی محبت کرتی ہوں کہ بیان کے لیے

الفاظ نہیں ۔ آپ مجھے اپنی زندگی سے ، اپنی جان سے ، اپنی آزادی سے بڑھ کر زیادہ عزیز ہیں ۔ مجھے آپ سے جتنی محبت ہے اتنی محبت دُنیا میں کسی بیٹی کو اپنے باپ سے نہ ہو گی ۔"

بڑھاپے کی وجہ سے بادشاہ کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اور ذہانت کچھ کم زور پڑ چکی تھی ، اس لیے وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ اس کی بیٹی نے جو کچھ کہا ہے وہ واقعی سچ کہا ہے اور دلی خلوص کے ساتھ کہا ہے ۔ وہ اس کے جواب سے بے حد خوش ہوا۔ اس نے ملک کا نقشہ منگوایا اور اس پر مختلف جگہوں پر اُنگلی رکھتے ہوا بولا :

" مُلک کے یہ تمام علاقے جن پر نشانات لگا دیے گئے ہیں تمھارے ہیں ۔ تم اور تمھارا شوہر ان علاقوں کے حکمراں ہو گے اور تمھارے بعد تمھارے بچے ان کے حکمراں بنیں گے ۔"

پھر وہ دوسری بیٹی ریگن کی طرف متوجہ ہوا:

" ہاں ہماری دوسری بیٹی کیا کہتی ہے ؟ بولو ۔"

ریگن نے بھی گونرل کی طرح منافقانہ جواب دیا:

" میرے جذبات بھی آپ کے لیے وہی ہیں جو کہ میری بہن کے ہیں ، لیکن آپ سے میری محبّت اس سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے جس کا اس نے اظہار کیا ہے ، اگر آپ کی محبّت اور خدمت میں میری جان بھی چلی جائے تو یہ بھی میرے لیے ایک معمولی سی بات ہو گی ۔"

بوڑھا بادشاہ اس کے جواب سے بے پناہ خوش ہُوا اور سلطنت میں سے اسے بھی اس کا حصّہ دے دیا ۔ پھر وہ کورڈیلیا کی طرف مُڑا ۔ وہ اس

کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی تھی۔

"ہاں اب بتاؤ تم کیا کہتی ہو؟ تم اپنے بوڑھے باپ سے کتنی محبت کرتی ہو؟"

کورڈیلیا نے اپنی بہنوں کی باتیں سُنی تھیں اور ان کی باتیں سُن کر اسے بےحد غصّہ آیا تھا، کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ اس کی بہنیں اپنے باپ سے ایسی محبت ہرگز نہ کرتی تھیں جیسا کہ انھوں نے دعویٰ کیا تھا۔ وہ محض اس کی سلطنت میں سے اپنا حصّہ بٹورنے کے لیے اپنی چکنی چپڑی باتوں سے اسے بےوقوف بنا رہی تھیں۔ وہ خود ایک صاف دل لڑکی تھی۔ اسے اپنے باپ سے بےحد محبت تھی، مگر وہ اس محبت کے اظہار کے لیے اپنی بہنوں کی طرح منافقت بھرے خوشامدانہ الفاظ ہرگز استعمال نہیں کرنا چاہتی تھی۔ چناں چہ اس نے قدرے تلخی سے جواب دیا:

"میں آپ سے ایسی ہی محبت کرتی ہوں جیسی کہ ایک بیٹی کو اپنے باپ سے ہونی چاہیے۔ اس سے کم نہ زیادہ۔"

لیئر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ پھر بولا:

"تمھیں اپنے الفاظ درست کرنے چاہییں کورڈیلیا! تم نے جو کچھ کہا اس سے میری توہین کا پہلو نکلتا ہے۔"

کورڈیلیا نے متانت سے جواب دیا:

"ابّا جان! آپ میرے باپ ہیں۔ آپ نے میری پرورش کی ہے۔ مجھے کھلایا پلایا ہے۔ میری تعلیم و تربیت کی ہے۔ مجھ سے محبت و شفقت برتی ہے۔ اسی وجہ سے یہ میرا فرض بنتا ہے کہ آپ سے محبت کروں۔

آپ کی عزّت و تکریم کروں۔ آپ کی تابع داری کروں۔ میری بہنیں اگر یہ کہتی ہیں کہ وہ آپ سے سب سے زیادہ محبّت کرتی ہیں تو انھوں نے شادیاں کیوں کر رکھی ہیں، اگر میری بھی شادی ہو چکی ہوتی تو میری بھی آدھی محبّت اور توجہ کا مالک میرا شوہر ہی ہوتا۔"

"کیا تم یہ سب کچھ صدقِ دل سے کہہ رہی ہو؟" اس کے حیرت زدہ باپ نے پوچھا اور کورڈیلیا نے اس کا اقرار میں جواب دیا۔

"تم جتنی کم عُمر ہو اتنی ہی سخت دل بھی ہو!" بادشاہ چلّایا۔

اسے بہ مشکل ہی یقین آرہا تھا کہ اس کی یہ چھوٹی بیٹی جو ہمیشہ سے اس کی لاڈلی رہی ہے اس طرح جواب بھی دے سکتی ہے۔ وہ اس وقت بےحد ناراض اور ناخوش دکھائی دے رہا تھا۔

"اگر جو کچھ تم نے کہا ہے وہ سچ ہے تو اسی سچ کو تمھارا جہیز ہونا چاہیے۔ اس کے سوا میں تمھیں اور کچھ بھی نہیں دے سکتا۔" اس نے کہا۔ پھر وہ اپنی بڑی لڑکیوں کی طرف مڑا جو مسکرا رہی تھیں۔ اور اس نے ان دونوں میں کورڈیلیا کے سلطنت کے حصّے کو برابر برابر بانٹ دیا۔

"تم نے اپنی باتوں سے میرا دل بےحد دُکھایا ہے۔" اس نے کورڈیلیا سے کہا، "مجھے تمھاری باتوں سے ناقابلِ بیان تکلیف پہنچی ہے۔ اس طرح کی باتیں کوئی بیٹی اپنے باپ سے نہیں کیا کرتی۔ اب تمھاری یہ سزا ہے کہ میں تم سے عمر بھر کے لیے ہر قسم کا رشتہ ناطہ منقطع کرتا ہوں۔ تم اب میری بیٹی نہیں ہو۔ نہ میں تمھارا باپ ہوں۔ تم اب

میرے گھر سے نکل جاؤ اور جہاں چاہو چلی جاؤ۔"

شاہ لیئر کے دربار میں ایک بے حد اچھا شریف اور وفادار درباری تھا جس کا نام ارل اوف کینٹ تھا۔ اس نے اس موقع پر بادشاہ کو سمجھانے کی کوشش کی، لیکن بادشاہ نے کچھ سوچنے یا سمجھنے سے انکار کر دیا اور کینٹ پر ناراض ہونا شروع کر دیا اور ایک تلخ جھگڑے کے بعد کینٹ کو مُلک چھوڑ دینے کا حکم دے دیا۔ کینٹ اللہ سے یہ دُعا کرتا ہُوا دربار سے نکل گیا کہ وہ غریب و تنہا کورڈیلیا کی حفاظت کرے اور اس کا نگہبان رہے،

اب لیئر نے اپنے دونوں مہمانوں شاہِ فرانس اور برگنڈی کے ڈیوک، کو اپنے دربار میں بُلوایا۔ یہ دونوں کورڈیلیا سے شادی کے امیدوار تھے۔

"تم دونوں میری اس بیٹی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔" اس نے ان سے کہا، "تم اگر اس سے اس صورت میں شادی کر سکو کہ وہ اپنے ساتھ کسی قِسم کا جہیز نہیں لائے گی تو یہ تمھاری سعادت مندی کا ثبوت ہوگا۔ میں واقعی کوئی جہیز نہیں دے رہا ہوں۔ یہ اب میری بیٹی نہیں رہی۔ نہ یہ میری سلطنت کے کسی حصّے کی وارث ہے۔ اس نے اپنی باتوں سے مجھے ناراض کر کے اپنے آپ کو میرے سائے سے اور میرے ورثے سے ہمیشہ کے لیے محروم کر لیا ہے۔ بتاؤ تم دونوں ایسی حالت میں اس سے شادی کرنا پسند کرو گے؟"

برگنڈی کے ڈیوک نے بادشاہ کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ کورڈیلیا کو اس کا حصّہ دے دے، لیکن جب بادشاہ

نے انکار کر دیا تو اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ تہی دست کورڈیلیا سے ہرگز شادی نہیں کر سکتا۔ اس پر کورڈیلیا کو غصّہ آگیا۔ اس نے ڈیوک کو جھڑک دیا:

"بک بک مت کرو! میں خود تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ تم مجھ سے میری جائداد اور املاک کی خاطر شادی کر رہے تھے۔ تمھیں مجھ سے محبّت تو ہے نہیں۔ اگر ہوتی تو مجھے تم اس حالت میں بھی بیوی بنا سکتے تھے۔"

فرانس کے بادشاہ کا فیصلہ البتہ مختلف تھا۔

"اچھی کورڈیلیا۔" اس نے نرم لہجے میں کہا، "ہر چند کہ تم اب غریب اور تہی دامن ہو چکی ہو، لیکن میرے نزدیک ایسا ہرگز نہیں ہے۔ تمھاری خوب صورتی اور نیک سیرتی تمھاری سب سے بڑی دولت ہے۔ یہ تمھارا جہیز ہے۔ تم مجھے ہر حالت میں عزیز ہو۔" پھر وہ لیئر کی طرف مڑا: "اے شاہ انگلستان! آپ کی یہ غریب اور بے جہیز کی بیٹی مجھے ہر حالت میں قبول ہے۔ میں اس سے شادی کروں گا۔ یہ میری ملکہ بنے گی اور ہمارے حسین مُلک فرانس کی حکمرانی میں میرے ساتھ شریک ہو گی۔"

"تو اسے لے جاؤ۔" لیئر بولا، "اس کے ساتھ اب میرا کوئی رشتہ نہیں۔ یہ اب میری بیٹی نہیں رہی۔ میں اب کبھی اس کی صورت نہ دیکھوں گا۔ میں ہرگز اس کے سر پر دستِ شفقت نہیں پھیروں گا اور نہ اسے کوئی دعا دوں گا۔"

کورڈیلیا نے اپنی بہنوں کو اللہ حافظ کہا اور ان سے عاجزانہ درخواست کی کہ وہ اس کے پیچھے اپنے بوڑھے باپ کا خیال رکھیں۔ جواب میں اس کی بہنوں

نے حاسدانہ انداز میں اس سے کہا کہ وہ اپنے کام سے کام رکھے اور اپنے شوہر کا خیال رکھے۔ انھیں اپنے فرائض یاد نہ دلاتی پھرے۔ یوں کورڈیلیا شاہِ فرانس کے ساتھ اپنے باپ کے دربار سے باہر نکل گئی۔ اس کا دل اپنے باپ کے لیے بے حد بےچین اور مضطرب تھا۔ اسے امید نہیں تھی کہ اس کی بڑی بہنیں اس کے بوڑھے باپ کو کوئی آرام یا سکھ بھی پہنچا سکیں گی۔

اس کے یہ خدشات جلد ہی درست ثابت ہوئے۔ شاہ لیئر نے یہ طے کر رکھا تھا کہ وہ پہلے ایک بیٹی کے ہاں رہے گا پھر دوسری بیٹی کے ہاں۔ وہ اپنا بادشاہ کا لقب اپنے پاس ہی رکھے گا اور اپنے ایک سو نواب اور سالار بھی اپنے ہمراہ رکھے گا۔ وہ سب سے پہلے اپنی بڑی بیٹی گونرل کے ہاں گیا جس کا شوہر البانی کا ڈیوک تھا۔ وہ اپنی بیٹی کا مہمان تھا لیکن اسے اس کے ملازموں پر کوئی اختیار نہ تھا۔ اسے بہت جلد معلوم ہو گیا کہ اس کی بیٹی نے اس سے محبت کے جو دعوے کیے تھے وہ سب جھوٹے تھے۔ اس نے اپنے باپ کے ساتھ اجنبیوں جیسا رویّہ اختیار کیا تھا۔ وہ اس کی ضروریات کا اور اس کے آرام کا کوئی خیال نہیں رکھتی تھی، وہ اس سے ہر دم یہ شکایت کرتی رہتی تھی کہ وہ ہر وقت اس کے نوکروں کو جھڑکتا اور ڈانٹتا رہتا ہے اور ان کے ہر کام میں کیڑے نکالتا رہتا ہے۔ اور اس (گونرل) نے اپنے نوکروں کو کہہ رکھا تھا کہ وہ بادشاہ کے نوابوں اور سالاروں کے ساتھ نہایت گستاخی اور بے ادبی سے پیش آیا کریں اور ان کا کوئی حکم نہ مانا کریں۔ پہلے پہل تو بادشاہ کو محسوس نہ ہوا کہ اس کی بیٹی اس کے ساتھ کیسا سلوک کر رہی ہے، لیکن پھر وہ

محسوس کرنے لگا کہ اپنی بیٹی کے گھر میں اس کی کیا حیثیت ہے۔ وہ اسے باپ کی یا بادشاہ کی حیثیت سے کوئی عزت یا احترام نہیں دے رہی تھی۔ اور نہ اس کی کوئی پروا کر رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے ہر کوئی اس کے خلاف تھا۔ اس کا درباری مسخرہ جو اپنے ہنسی مذاق سے اس کا دل بہلائے رکھتا تھا اب اسے خوش رکھنے میں ناکام رہتا تھا۔ اس مسخرے کو کورڈیلیا سے بہت محبت تھی۔ اب جب کہ وہ فرانس جا چکی تھی وہ اس کی یاد میں اداس رہنے لگا تھا اور اس کے مذاق اور ظرافت کا رنگ بھی پھیکا پڑ گیا تھا۔

لیکن ایک شخص ایسا بھی تھا جو بوڑھے بادشاہ کی اس تنہائی اور بےبسی میں بھی مدد کرنا چاہتا تھا، یہ ارل اوف کینٹ تھا۔ اسے جب بادشاہ نے ملک سے نکل جانے کا حکم دیا تھا تو وہ ہرگز اس کے اس حکم کی تعمیل میں ملک چھوڑ کر نہیں گیا تھا بلکہ اس نے اپنا نوابانہ لباس اتار کر ایک معمولی ملازم کا لباس پہن لیا تھا اور ملک میں ہی مقیم رہا تھا۔ اسے اس بدلے ہوئے حلیے میں کوئی بھی نہیں پہچان سکا تھا۔ اسی حلیے میں وہ شاہ لیئر کے پاس آیا اور اس سے ملازمت کی درخواست کرتے ہوئے اسے یقین دلایا کہ وہ اس کے لیے ایک بےحد وفادار اور جاں نثار ملازم ثابت ہوگا۔ اس پر بادشاہ نے اسے ملازم رکھ لیا۔

یوں کینٹ، کائیس کے نام سے بادشاہ کی خدمت میں رہنے لگا اور بہت جلد اس نے بادشاہ پر ثابت کر دیا کہ وہ واقعی اس کے لیے ایک

بڑا کارآمد خادم ثابت ہو سکتا ہے۔ ایک دن گونرل کے ایک ملازم نے بادشاہ کے ساتھ بےحد بدتمیزی کی۔ جس پر بادشاہ نے غصّے میں آکر اس کے مُنھ پر ایک طمانچہ رسید کر دیا۔ گونرل اس پر بےحد ناراض ہوئی۔ اس نے بادشاہ سے اس کی شکایت کی۔ اس موقع پر کینٹ نے بادشاہ کی حمایت کی اور اس گستاخ ملازم کو مار مار کر زمین پر گرا دیا کہ اسے ایک بادشاہ کے ساتھ یوں گستاخانہ پیش آنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا تھا۔

گونرل کا رویّہ اپنے باپ کے ساتھ روز بروز بد سے بدتر ہوتا گیا۔ وہ چاہتی تھی کہ اس کے برے رویّے سے تنگ آکر اس کا باپ اس کے گھر سے چلا جائے، کیوں کہ اپنے باپ کے اور اس کے ایک سو نوابوں اور سالاروں کے اخراجات اُٹھانا اسے دوبھر لگ رہا تھا۔ بادشاہ نے بھی یہ بات محسوس کر لی اور ایک دن اس سے تلخی سے کہا:

"کیا تم واقعی میری ہی بیٹی ہو؟" پھر اس نے اپنے تمام نوابوں اور سالاروں کو جمع کیا اور گونرل سے کہا، "میں تمھیں اب مزید تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ میں اب اپنی دوسری بیٹی کے پاس جا رہا ہوں جو مجھ سے عزّت و احترام کے ساتھ پیش آئے گی۔"

البانی کا ڈیوک ایک اچھا اور شریف آدمی تھا، لیکن بدقسمتی سے وہ اپنی بیوی سے بہت ڈرتا تھا اور اس کے سامنے دب کر رہتا تھا۔ اس نے اس موقع پر بادشاہ کو روکنے کی کوشش کی اور بولا:

"بادشاہ سلامت! میں بالکل بےقصور ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ کی ناراضی کی کیا وجہ ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ ایسا ہی ہو۔" لیئر خفگی سے بولا، "لیکن میں یہاں ہرگز ہرگز نہیں رُکنا چاہتا۔ جہاں میری اپنی ہی بیٹی مجھ سے ایسا بُرا سلوک کرتی رہے۔" اتنا کہتے ہوئے وہ گونرل کی طرف مُڑا اور اسے بہت سی بَددُعائیں دینے کے بعد بولا، "تم جیسی بیٹی کی پرورش کرنے سے تو کسی سنپولیے کی پرورش کر لینا ہی بہتر تھا۔"

پھر جب اس کے نواب اور سالار اس کے گرد جمع ہوئے تو اس نے دیکھا کہ اس کی ظالم اور خودسر لڑکی نے ان کی آدھی تعداد معطل کر ڈالی تھی۔ اب اس کے پاس صرف پچاس سالار اور نواب باقی رہ گئے تھے۔ اس نے انھیں اپنے ساتھ لیا اور گونرل کے محل سے باہر نکل آیا۔ اس کے ان وفاداروں میں کائیس (ارل اوف کینٹ) اور درباری مسخرہ بھی تھا۔

بادشاہ کا خیال تھا کہ اس کی دوسری بیٹی ریگن اس کے ساتھ ہرگز گونرل جیسا برتاؤ نہیں کرے گی۔ اپنے اس کے گھر پہنچنے سے پہلے اس نے اسے اپنی آمد سے مطلع کرنے کے لیے کائیس (کینٹ) کو اپنا خط دے کر اس کی طرف روانہ کیا، لیکن اس سے پہلے گونرل، ریگن کو ایک خط کے ذریعے سے اس بات سے آگاہ کر چکی تھی کہ ان کا باپ اب اپنے آدمیوں سمیت اس کے پاس رہنے کے لیے آرہا ہے، اس لیے بادشاہ اور اس کے آدمیوں کی میزبانی کی زحمت سے بچنے کے لیے ریگن اور اس کا شوہر کارنوال کا ڈیوک، ارل اوف گلوسٹر کے قلعے میں منتقل ہو گئے۔ کائیس یہ معلوم ہونے پر گلوسٹر کے قلعے میں پہنچا اور ریگن کو اس کے باپ کا

خط دے دیا۔

جب وہ قلعے کے باہر اس کے جواب کا انتظار کر رہا تھا تو وہاں گونرل کا وہ ملازم بھی آن پہنچا جس کی اس نے بادشاہ کے ساتھ گستاخی کرنے پر بری طرح سے مرمت کر ڈالی تھی۔ ایک دوسرے کو دیکھتے ہی وہ لڑنے لگے۔ان میں مار پیٹ ہونے لگی۔ اس پر ریگن کے حکم سے کائیس (کینٹ) کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کے ہاتھوں پیروں کو لکڑی کے شکنجے میں پھنسا کر قلعے کے باہر لا کر ڈال دیا گیا۔ ہرچند کہ گلوسٹر نے ریگن کو بادشاہ کے قاصد کو ایسی سزا دینے سے بہت منع بھی کیا۔ گلوسٹر بادشاہ لیئر کا ایک وفادار نواب تھا، مگر اس وقت بادشاہ کی بیٹی کے سامنے وہ بھی بے بس تھا۔

کائیس (کینٹ) تمام رات لکڑی کے شکنجے میں جکڑا ہوا قلعے کے باہر پڑا رہا۔ صبح جب بادشاہ لیئر وہاں پہنچا تو اسے اپنے قاصد کی یہ حالت دیکھ کر بے حد غصہ آیا۔ وہ فوراً ہی ریگن اور اس کے شوہر سے اپنے قاصد کے ساتھ کیے جانے والے اس ظالمانہ سلوک پر جواب طلبی کرنے کے لیے گلوسٹر کے قلعے میں داخل ہو گیا۔ جب وہ اندر داخل ہوا تو تنہا ارل اوف گلوسٹر نے اس کا استقبال کیا۔ اس نے بادشاہ کو معذرتی لہجے میں بتایا کہ اس کی بیٹی ریگن اور داماد کارنوال نے اس کے استقبال کے لیے اپنے کمرے سے باہر آنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا ہے کہ وہ طویل سفر سے بے حد تھکے ہوئے ہیں اور ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ یہ سُن کر لیئر کو بے حد افسوس ہوا۔ صاف

ظاہر تھا کہ اس کی یہ بیٹی بھی اس سے ہرگز اچھا سلوک نہیں کرے گی اور نہ اس کے لیے ایک اچھی میزبان ثابت ہو سکتی ہے، لیکن پھر بھی وہ کچھ پُرامید تھا۔ پھر جب ریگن اور اس کا شوہر اس کے استقبال کے لیے باہر نکلے تو اس نے فوراً ہی انھیں اپنے ساتھ کیے جانے والے گونرل کے ناروا سلوک کے بارے میں بتا دیا۔ اسے یقین تھا کہ یہ سُننے کے بعد ریگن ضرور اس سے ہمدردی کا اظہار کرے گی۔

لیکن اس کی یہ بیٹی بھی پہلی بیٹی ہی کی طرح بے رحم اور ظالم تھی۔

”آپ ذرا صبر سے کام لیجیے ابّا جان اور اتنے سخت الفاظ میں اپنی بیٹی کا ذکر نہ کیجیے۔“ اس نے کہا، ”مجھے یقین نہیں کہ میری بہن آپ کے ساتھ اس طرح پیش بھی آسکتی ہے، اگر اس نے آپ کی خدمت میں کوئی کوتاہی کی ہے تو اس کی ضرور کوئی معقول وجہ ہی ہو گی۔ یوں ہی بلاوجہ اسے بُرا بھلا کہنا تو آپ کو بالکل زیب نہیں دیتا۔“

لیئر نے غصّے میں کچھ کہنا چاہا، لیکن ریگن بولتی گئی:

”آپ ایک بوڑھے آدمی ہیں ابّا جان! آپ کو دوسروں کے مشورے اور رہ نمائی کی ضرورت ہے۔ دوسرے لوگ جوان اور کم عُمر ہیں۔ وہ اب آپ سے زیادہ عقل مند اور باشعور ہیں۔ آپ گونرل کے پاس جائیے اور اسے کہیے کہ آپ نے جو کچھ کیا ہے اس پر آپ کو افسوس ہے۔ آپ کو اس کے سامنے اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا چاہیے۔“

”کیا کہا؟ میں جا کر اس سے معافی مانگوں!“ بادشاہ چلّا کر بولا، ”میں کیا اس سے جا کر یہ کہوں کہ اے میری پیاری بیٹی میں! ایک بہت بوڑھا

آدمی ہوں۔ اور بوڑھا ہونا ایک بہت بڑا جرم ہے۔ میں تمہارے سامنے گھٹنے ٹیک کر درخواست کرتا ہوں کہ تم مجھے کھانے کے لیے روٹی، پہننے کے لیے کپڑا اور سونے کے لیے ایک بستر دے دو؟"

لیکن ریگن کو اپنے باپ سے ذرا بھی ہمدردی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے اس کے اس سوال کا بھی کوئی جواب نہ دیا کہ آخر کس نے اس کے قاصد کائیس کو لکڑی کے شکنجے میں جکڑ دیا تھا اور اسے یہ ظالمانہ سزا دی تھی۔ باپ بیٹی کا جھگڑا جاری تھا کہ گونرل بھی وہاں آ پہنچی اور ریگن نے اپنے باپ سے کہا کہ وہ گونرل کے پاس واپس چلا جائے۔

"میں اپنے گھر سے بہت دُور اس جگہ پہنچی ہوئی ہوں اور گلوسٹر کی مہمان ہوں۔ میں ایسی حالت میں آپ کو اپنے ساتھ کیسے رکھ سکتی ہوں؟"

مگر بادشاہ نے گونرل کی طرف واپس جانے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ وہ اور اس کے پچاس آدمی اسی قلعے میں ریگن کے ساتھ رہیں گے۔ ریگن نے کہا کہ وہ اس کے پچیس آدمی رکھنا پسند کرے گی۔ ویسے بھی ان کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس کے اپنے نوکر شاہ کی خدمت کر سکتے ہیں۔

اور اس وقت بادشاہ کو اچھی طرح سے معلوم ہو گیا کہ اس کی یہ دونوں بیٹیاں کتنی خودغرض لالچی اور سنگ دِل ہیں۔ اس نے سر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی، "تُو دیکھتا ہے میرے مولیٰ کہ میں ایک بوڑھا اور کم زور آدمی ہوں۔ مجھے بڑھاپے اور دُکھوں نے لاچار کر ڈالا ہے۔ مجھ میں اپنی بیٹیوں کا ظالمانہ سلوک برداشت کرنے کا حوصلہ

عطا کر۔ مجھے صبر و استقامت عطا کر۔"

اس کے بعد وہ اپنی سنگ دِل بیٹیوں کی طرف مُڑا، "تمہارا یہ خیال ہے کہ تمہارا ظالمانہ سلوک مجھے رُلا دے گا تو تم غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ میں ہرگز ہرگز نہیں روؤں گا۔ ہر چند کہ میرے پاس رونے اور آنسو بہانے کے لیے ہر وجہ موجود ہے۔" "اسے مسخرے" وہ اپنے درباری مسخرے سے مخاطب ہُوا، "چلو یہاں سے چلیں۔ میرا خیال ہے میں پاگل ہوتا جا رہا ہوں۔"

اور وہ مسخرے اور کائیس کا سہارا لیے آہستہ آہستہ چلتا ہوا قلعے سے باہر نکل گیا۔ رات اندھیری تھی۔ اور ہواؤں کا تیز طوفان آیا ہوا تھا۔ اس طوفان میں کائیس (کینٹ) بادشاہ اور مسخرے سے بچھڑ گیا۔ اب بادشاہ کے ساتھ صرف مسخرہ ہی باقی رہ گیا تھا۔ وہ دونوں طوفان میں کسی پناہ گاہ کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھٹکنے لگے۔ اس کھُلے اور بے آب و گیاہ میدان میں ان کے لیے بارش اور طوفان سے محفوظ رہنے کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ بوڑھے بادشاہ کو اس وقت کسی بات کا احساس ہی نہیں ہو رہا تھا۔ شدید غم اور دُکھ اس کے دماغ پر اس بُری طرح سے اثر انداز ہوا تھا کہ وہ آہستہ آہستہ پاگل ہوتا جا رہا تھا۔

کائیس (کینٹ) نے بڑی تلاش اور جستجو کے بعد بادشاہ اور مسخرے کو ڈھونڈ لیا۔ وہ انھیں ایک ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی میں لے آیا، جہاں وہ رات بھر کے لیے پناہ لے سکتے تھے۔ بوڑھا بادشاہ اس وقت تک سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں سے بالکل عاری ہو چکا تھا۔ اسے بارش اور طوفان کا بھی کوئی احساس نہ تھا۔ اس لیے مسخرے اور کائیس کو اسے جھونپڑی

میں داخل کرنے میں بڑی مشکل پیش آئی ۔ جب وہ تینوں جھونپڑی کے اندر پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ اس میں ایک شخص پہلے ہی سے موجود ہے۔ وہ ایک پاگل سا آدمی دکھائی دیتا تھا۔ وہ اپنے آپ کو "بے چارہ ٹام" کہہ رہا تھا اور رو رو کر سردی کی شکایت کر رہا تھا کہ بے چارے ٹام کو سردی لگ رہی ہے۔ ساتھ ہی وہ فضول قسم کے گانے بھی گا رہا تھا۔ بوڑھا بادشاہ جو اس وقت اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا تھا اسے دیکھتے ہوئے یہ سمجھا کہ شاید اس بے چارے پاگل ٹام کی بیٹیوں نے بھی اس کے ساتھ اسی کی طرح کا بُرا سلوک کیا ہوگا۔ اس نے ٹام سے پوچھا:

"کیا تم نے بھی میری طرح اپنی ہر چیز اپنی بیٹیوں کو دے دی ہے اور انھوں نے میری طرح تمھیں گھر سے نکال دیا ہے؟"

وہ آدمی یعنی "بے چارہ ٹام" دراصل ارل اوف گلوسٹر کا بڑا بیٹا ایڈگر تھا، جو ایک نہایت شریف اور اچھا نوجوان تھا۔ اسے اس کے سوتیلے بھائی ایڈمنڈ نے جھوٹے اور غلط قسم کے الزامات لگا کر گھر سے نکلوا دیا تھا۔ ایڈگر بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے اپنے باپ کے خطاب اور جائداد کا وارث تھا۔ اسی وجہ سے ایڈمنڈ اس سے بہت حسد کرتا اور جلتا تھا۔ گھر سے نکلنے کے بعد ایڈگر نے اپنا حلیہ تبدیل کر لیا تھا اور ایک پاگل آدمی بن گیا تھا تاکہ لوگ اسے نہ پہچان سکیں اور وہ گرفتار ہونے سے بھی بچ جائے۔

ارل اوف گلوسٹر کو ریگن کے ہاتھوں بادشاہ کی توہین کا بہت صدمہ تھا۔ بادشاہ کے قلعے سے نکلنے کے بعد وہ بھی قلعے سے باہر نکل آیا اور اسے رات کے اندھیرے اور طوفان میں اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگا۔

اپنے باپ کی عدم موجودگی میں بد فطرت ایڈمنڈ اپنے باپ اور اپنے بادشاہ کے خلاف سازش میں مصروف ہو گیا۔

ادھر بڑی تلاش کے بعد گلوسٹر نے بادشاہ کو اس جھونپڑی میں پا لیا۔ وہ اپنے بیٹے ایڈگر کو ایک پاگل فقیر کے بھیس میں نہ پہچان سکا اور اس کی اور کائیس کی مدد سے بادشاہ کو اس جھونپڑی سے نکال کر اپنے قلعے کے قریب ایک فارم ہاؤس میں لے گیا۔ بعد میں کائیس، جس نے سب کو بتا دیا تھا کہ وہ درحقیقت ارل اوف کینٹ ہے، بادشاہ کو خفیہ طور پر اپنے قلعے میں لے گیا جو ساحلِ فرانس کے مقابل انگلستان کے ساحل ڈوور پر واقع تھا۔ وہاں سے کینٹ جہاز میں بیٹھ کر سمندری سفر کرتا ہوا فرانس پہنچا اور کورڈیلیا کو اس کے باپ پر پڑنے والے مصائب کے بارے میں بتایا۔ کورڈیلیا نے اپنے شوہر شاہِ فرانس سے کہا کہ وہ اس کے باپ کی مدد کے لیے ایک بڑی فوج انگلستان روانہ کرے۔ اس فوج کے ساتھ وہ خود بھی انگلستان روانہ ہو گئی۔

اِدھر بوڑھے بادشاہ کی مدد کرنے کے جرم میں ریگن اور کارنوال نے نیک دل ارل اوف گلوسٹر کی آنکھیں نکلوا دیں اور اسے قلعے سے باہر نکال دیا۔ قلعے کے باہر اسے "غریب ٹام" کے بھیس میں اپنا فرماں بردار بیٹا ایڈگر مِل گیا جو اسے اپنے ساتھ ڈوور لے گیا جہاں وہ بادشاہ لیئر سے جا ملے۔ بوڑھے بادشاہ کی حالت اس وقت بے حد خراب ہو چکی تھی۔ وہ بالکل پاگل ہو چکا تھا۔ وہ گلوسٹر اور اس کے بیٹے کو بالکل نہ پہچان سکا، وہ اپنے سر پر پتّوں اور پھولوں کا تاج پہنے بے معنی باتیں کرتا رہا۔

پھر جب کورڈیلیا اپنے باپ کے پاس پہنچی تو وہ اسے بھی نہ پہچان سکا، لیکن پھر رفتہ رفتہ وہ اپنے ہوش و حواس میں آنے لگا۔

"میں ایک پاگل اور بے وقوف سا بوڑھا آدمی ہوں۔" اس نے کورڈیلیا سے کہا، "شاید میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھا ہوں۔ مجھے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میں تمھیں پہچانتا ہوں، لیکن میں یہ یقین سے نہیں کہہ سکتا۔" اتنا کہتے ہوئے اس نے اپنے اِرد گرد کھڑے لوگوں کو خوف زدہ نظروں سے دیکھا اور درد بھرے لہجے میں بولا، "مجھ پر مت ہنسو۔ میں بے وقوف اور پاگل ضرور ہوں، لیکن میں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ خاتون میری پیاری بیٹی کورڈیلیا ہی ہے۔"

"ہاں ابّا جان! میں کورڈیلیا ہی ہوں۔ آپ کی بیٹی!" کورڈیلیا خوشی سے چلّائی۔ اس کے باپ نے بالآخر اسے پہچان ہی لیا۔

لیکن بوڑھے بادشاہ کو اپنی دونوں بڑی بیٹیوں کا بےرحمانہ سلوک یاد تھا۔ اس لیے اسے یقین نہ تھا کہ کورڈیلیا اس سے محبّت کرتی ہوگی اور اس سے اچھا سلوک کرے گی۔ اس نے بھی اس سے اچھا سلوک کب کیا تھا؟

"عزیز بیٹی، تمھارے پاس اس کی معقول وجہ موجود ہے کہ تم مجھ سے نفرت کرو، لیکن تمھاری بہنوں کے پاس تو ایسی کوئی وجہ موجود نہیں تھی۔" اس نے کورڈیلیا سے کہا۔

لیکن کورڈیلیا نے اسے بتایا کہ وہ اس سے ہرگز نفرت نہیں کر سکتی۔ اس نے ایک بیٹی کی حیثیت سے اس سے ہمیشہ محبّت کی تھی اور اس کی

عزّت کی تھی اور اس وقت وہ اس کی مدد کے لیے فرانس سے وہاں پہنچی ہے۔ اس پر بادشاہ نے نرمی سے کہا:

"ماضی کی سب باتیں بُھلا دو۔ اور مجھے معاف کر دو۔ میں ایک بوڑھا اور کمزور آدمی ہوں۔"

پھر وہ وقت آن پہنچا جب انگریزی اور فرانسیسی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئیں۔ فرانسیسی فوجوں کی کمان ایڈگر اور ارل اوف کینٹ کر رہے تھے، جب کہ انگریزی فوجوں کی کمان ڈیوک اوف البانی اور ڈیوک اوف کارنوال کے ہاتھوں میں تھی۔ بدطینت ایڈمنڈ بھی انگریزی فوج میں شامل تھا۔ ریگن اور گونرل بھی میدانِ جنگ میں پہنچی ہوئی تھیں۔

جب جنگ شروع ہوئی تو اس میں بدقسمتی سے فرانسیسی فوج کو شکست ہو گئی اور ایڈمنڈ نے بادشاہ لیَر اور کورڈیلیا کو قیدی بنا لیا۔ اس نے ان دونوں کو جیل خانے بھیج دیا اور خفیہ طور پر کورڈیلیا کو سزائے موت دینے کا حکم دے دیا۔ وہ اس جنگ میں بڑے خطرناک عزائم لے کر شامل ہُوا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ بادشاہ لیَر کی تمام بیٹیوں اور دامادوں کو مروا دے اور خود انگلستان کا بادشاہ بن جائے۔

اس جنگ میں ڈیوک اوف کارنوال اور اس کی بیوی ریگن مارے جا چکے تھے۔ گونرل کا شوہر ڈیوک اوف البانی اس جنگ پر خوش نہ تھا۔ اسے اپنی بیوی پر بے حد غصّہ تھا جس نے اسے اپنے باپ بوڑھے بادشاہ کے خلاف ہتھیار اُٹھانے پر مجبور کیا تھا۔ کارنوال اور ریگن کے مرنے کے بعد اس نے انگریزی فوج کی کمان سنبھال لی اور اپنی بیوی کو قید میں ڈال

دیا۔ اس کے بعد ایڈگر اور ایڈمنڈ کے درمیان جنگ ہوئی جس میں ایڈمنڈ مارا گیا۔

ارل اوف کینٹ نے بادشاہ کو جنگ کے تمام حالات سُنائے اور کورڈیلیا کی موت کے بارے میں بھی بتایا۔ اپنی اس عزیز بیٹی کی موت کی خبر نے بادشاہ کو ایک بار پھر پاگل پن سے دوچار کر دیا۔

"وہ چلی گئی!" وہ وحشت زدہ ہوکر چلّایا، "وہ چلی گئی ہمیشہ کے لیے! اب وہ کبھی نہیں آئے گی۔ کبھی نہیں! کبھی نہیں! کبھی نہیں!"

جب اس کو کورڈیلیا کی لاش دکھائی گئی تو اس نے اسے اپنے بازوؤں میں اُٹھا لیا اور چیخ چیخ کر رونے لگا۔ اسی طرح روتے روتے اور کورڈیلیا کی لاش اُٹھائے اُٹھائے وہ زمین پر گر گیا اور مر گیا۔

یوں اس نیک دل اور منصف مزاج حکمراں شاہ لیئر کی طویل اور دُکھ بھری زندگی کی کہانی ختم ہوئی۔

لیئر کی دونوں بدفطرت بڑی بیٹیاں ریگن اور گونرل جنگ کے دوران ماری جا چکی تھیں۔ ڈیوک اوف کارنوال اور ایڈمنڈ بھی مارے جا چکے تھے۔ اس لیے جنگ کے خاتمے کے بعد ڈیوک اوف البانی انگلستان کا بادشاہ بن گیا اس نے ایڈگر کو اپنا دستِ راست بنا لیا۔ ایڈگر اپنے بوڑھے باپ اور اندھے ارل اوف گلوسٹر کی موت کے بعد ارل اوف گلوسٹر بن گیا۔ ارل اوف کینٹ کو اس کا خطاب اور جائدادیں بحال کر دی گئیں۔ اس کی اور ایڈگر کی مدد سے ڈیوک اوف البانی نے طویل عرصے تک انگلستان پر بڑے عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی۔ اس کا دورِ حکومت انگلستان کا سنہرا زمانہ کہا جاتا ہے۔

میکبتھ

کردار:

ڈنکن	اسکاٹ لینڈ کا بادشاہ
میلکم اور ڈونلبین	ڈنکن کے بیٹے
میکبتھ اور بینکو	ڈنکن کی فوج کے جرنیل
میکڈف	اسکاٹ لینڈ کا ایک نواب
لیڈی میکبتھ	
تین چڑیلیں	

کئی سو سال پہلے کی بات ہے۔ اسکاٹ لینڈ میں ایک نواب ہوا کرتا تھا۔ اس کا نام میکبتھ تھا۔ وہ گلیمس نامی ایک علاقے کا جاگیردار تھا اور اسکاٹ لینڈ کے بادشاہ ڈنکن کا رشتے دار تھا۔ میکبتھ بادشاہ کی فوج میں جرنیل تھا۔ وہ ایک بہادر سپاہی اور بہترین جرنیل تھا۔ جب یہ کہانی شروع ہوتی ہے اس وقت وہ بادشاہ کی فوجوں کی کمان کرتے ہوئے ناروے کے بادشاہ اور کاڈور کے باغی نواب کے خلاف مصروفِ جنگ تھا۔ جنگ میں کاڈور کا باغی نواب گرفتار

کر لیا گیا اور ناروے کا بادشاہ شکست کھا کر ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گیا۔ فاتح میکبتھ ان جنگوں سے فارغ ہوکر اپنے ایک دوست اور ماتحت جرنیل بینکو کے ساتھ دارالحکومت بادشاہ کے دربار میں حاضری دینے کے لیے روانہ ہو گیا۔

بادشاہ کی طرف جاتے ہوئے طویل سفر کے دوران وہ دونوں ایک وسیع وعریض ویرانے سے گزرے، جس میں ہیڑ کی جھاڑیاں بہ کثرت اُگی ہوئی تھیں۔ اس دن آسمان پر سیاہ رنگ کے گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ بجلی بار بار چمک رہی تھی اور دن میں بھی رات کا سماں دکھائی دے رہا تھا۔ بجلی کی روشنی میں ان دونوں دوستوں نے اپنے راستے میں تین عجیب قسم کی مخلوقات کو کھڑے پایا۔

"یہ کون ہیں؟ ان کی شکلوں اور حلیوں کو دیکھو۔ یہ تو عجیب ہی قسم کی مخلوق معلوم ہوتی ہیں۔" بینکو نے کہا۔

"یہ عورتیں معلوم ہوتی ہیں۔" میکبتھ نے کہا، "لیکن ان کے داڑھیاں بھی ہیں۔"

وہ تینوں عجیب وغریب عورتیں خاموش کھڑی ان کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ انھوں نے اپنی اُنگلیاں اپنے ہونٹوں پر رکھی ہوئی تھیں۔ میکبتھ نے سخت لہجے میں انھیں مخاطب کیا:

"کون ہو تم؟ اور آخر بولتی کیوں نہیں؟"

بینکو کو شک گزرنے لگا تھا کہ وہ تینوں عورتیں ہرگز انسان نہ تھیں۔ بلکہ چڑیلیں ہی ہو سکتی تھیں، جو انسانوں کے مستقبل میں جھانکنے کی قوت رکھتی ہیں اور آئندہ پیش آنے والے واقعات کے بارے میں بتا سکتی تھیں۔

اسی وقت پہلی چڑیل بول اُٹھی:

"خوش آمدید میکبتھ۔ گلیمس کے نواب!"

پھر دوسری چڑیل بولی:

"خوش آمدید میکبتھ! کاڈور کے نواب!"

پھر تیسری چڑیل نے کہا:

"خوش آمدید میکبتھ! شاہ اسکاٹ لینڈ!"

میکبتھ اور بینکو اپنی جگہ پر حیران و پریشان کھڑے تھے۔ پھر وہ چڑیلیں بینکو کی طرف مڑیں اور بولیں:

"تم خود بادشاہ نہیں بن سکو گے، لیکن تمھارے بیٹے اور ان کی اولادیں مدتوں تک اسکاٹ لینڈ پر حکومت کرتی رہیں گی۔" اتنا کہنے کے ساتھ ہی وہ بادلوں کی گرج اور بجلی کی چمک کے ساتھ نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔

بینکو میکبتھ کی طرف مڑا۔ وہ بے حد حیرت زدہ دکھائی دے رہا تھا۔

"کیا ہم نے واقعی ان عجیب وغریب عورتوں کو دیکھا تھا؟" اس نے پوچھا، "کہیں ہم نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا؟"

"ان عورتوں نے کہا تھا کہ تمھارے بچے بادشاہ بنیں گے۔" میکبتھ نے کہا۔

"ہاں، اور انھوں نے کہا تھا کہ تم بادشاہ بنو گے۔" بینکو نے کہا۔

"اور کاڈور کا نواب بھی۔" میکبتھ نے کہا، "یہی کہا تھا نا انھوں نے؟" اس نے اپنے سر کو بے یقینی کے انداز میں جنبش دی، "یہ بھلا کیسے ممکن ہے؟ کاڈور کا نواب ابھی زندہ ہے اور میں بھلا اسکاٹ لینڈ کا بادشاہ کیسے بن سکتا ہوں؟ ہمارے بادشاہ ڈنکن کے دو بیٹے ہیں۔ وہ بوڑھی چڑیلیں

غلط پیش گوئیاں کر گئی ہیں۔"

وہ دونوں اپنا سفر جاری رکھنے کے بجائے اسی ویران جگہ میں کھڑے رہے اور اس عجیب و غریب واقعے پر حیران و پریشان ہوتے رہے یہاں تک کہ دو گھڑسوار اس جگہ ان کے پاس آن پہنچے۔ انھوں نے انھیں یہ حیران کُن خبر سُنائی کہ بادشاہ کو میکبتھ کی شان دار فتوحات کی اطلاع مل گئی ہے۔ اور وہ اس کے بہادرانہ کارناموں پر اتنا خوش ہوا ہے کہ اس نے کاڈور کے غدّار نواب کی جگہ اسے کاڈور کا نواب بنانے کا اعلان کر دیا ہے اور کاڈور کے غدار نواب کو سزائے موت دے دی گئی ہے۔

اس طرح ان بوڑھی چڑیلوں کی پہلی پیش گوئی پوری ہوگئی۔ یہ میکبتھ اور بینکو کے لیے انتہائی حیرت ناک بات تھی۔ میکبتھ نے بینکو سے کہا:

"کیا تمھیں امید ہے کہ تمھارے بچے بادشاہ بنیں گے؟ ان بوڑھی چڑیلوں نے تم سے یہی کہا تھا۔ انھوں نے ہی میرے کاڈور کا نواب بننے کی پیش گوئی کی تھی۔"

بینکو اس وقت بےحد پریشان اور خوف زدہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے ان چڑیلوں کو "تاریکی کے آلات" کہا۔ اور کہا کہ وہ ان چڑیلوں کی باتوں سے بےحد خوف زدہ ہے۔ اسے خدشہ تھا کہ ان چڑیلوں کی باتیں سُننے کے بعد، اور ان کی ایک بات پوری ہو جانے کے بعد اب میکبتھ ہر جائز و ناجائز طریقے سے اسکاٹ لینڈ کا بادشاہ بننے کی کوشش کرے گا، کیوں کہ چڑیلوں نے کہا تھا کہ ایسا ہی ہو گا اور بینکو کا یہ خدشہ درست تھا، کیوں کہ چڑیلوں کی پیش گوئی نے میکبتھ کے ذہن میں شیطانی عزائم کے

بیج بو دیے تھے۔ اب اس کے دل میں اسکاٹ لینڈ کا تخت و تاج حاصل کرنے کی خواہش مچلنے لگی تھی۔

بادشاہ ڈنکن چاہتا تھا کہ وہ میکبتھ کی اس کے شان دار اور سنہری کارناموں پر خوب اچھی طرح عزّت افزائی کرے۔ چناں چہ اس مقصد کے لیے اس نے میکبتھ سے کہا کہ وہ کچھ عرصے کے لیے اس کے قلعے میں بہ حیثیت مہمان قیام کرنا چاہتا ہے۔ میکبتھ نے اس سے درخواست کی کہ وہ اپنی روانگی سے پہلے اسے گھر جانے کی اجازت دے دے تاکہ وہ وہاں پہنچ کر اس کے شایان شان استقبال کی تیاریاں کر سکے۔ بادشاہ نے اسے اجازت دے دی۔ میکبتھ نے گھر پہنچنے سے پہلے ایک خط اپنی بیگم کو روانہ کیا۔ اس نے اس میں اپنی چڑیلوں سے ملاقات اور ان کی ایک پیش گوئی پوری ہونے کا تمام حال لکھ دیا۔

لیڈی میکبتھ ایک بےحد بہادر، باحوصلہ اور بلند عزائم رکھنے والی عورت تھی۔ ساتھ ہی وہ اپنے شوہر سے کہیں زیادہ ظالم اور مضبوط قوتِ ارادی کی مالک تھی۔ اس نے اپنے شوہر کا خط پڑھتے ہی اپنے ذہن میں یہ شیطانی منصوبہ بنانا شروع کر دیا کہ اس کے شوہر کو ہر حال میں اور ہر صورت میں اسکاٹ لینڈ کا بادشاہ بن جانا چاہیے۔ اس شیطانی منصوبے کی تکمیل صرف اسی صورت میں ہو سکتی تھی، جب ڈنکن کو قتل کر دیا جاتا اور ڈنکن اس وقت ان کے پاس آ ہی رہا تھا یعنی اس کی موت اسے میکبتھ کے گھر لا رہی تھی۔ ان چڑیلوں نے یعنی بدی کی قوتوں نے میکبتھ کی بیوی کو بھی اپنا آلۂ کار بنا لیا تھا۔

پھر جب میکبتھ گھر پہنچا تو اس کی بیوی نے فوراً ہی اسے اپنے منصوبے سے آگاہ کر ڈالا ۔ اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ وہ بادشاہ کا نہایت شان دار استقبال کرے اور اس سے نہایت عزّت و تکریم سے پیش آئے۔

"تمھارا چہرہ ، تمھاری زبان اور تمھارے ہاتھ سب یہ ظاہر کرتے ہوئے معلوم ہوں کہ تمھیں بادشاہ کے اپنے گھر آنے پر بےپناہ مسرّت ہوئی ہے ۔ تمھیں اس پر بہت خوشی و فخر ہے کہ بادشاہ نے اس طرح تمھاری عزّت افزائی کی ہے۔" اس نے اپنے شوہر سے کہا، " اس کے سامنے تم کسی پھول کی طرح معصوم نظر آؤ ، لیکن اندر سے کسی زہریلے سانپ کی طرح رہو۔ آج رات ہم اس کی موت کا انتظام کریں گے ۔"

میکبتھ بادشاہ کی موت کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار تھا۔ وہ خوف زدہ بھی تھا اور پُر امید بھی ۔ وہ ڈنکن کو کس طرح قتل کر سکتا تھا جو صرف اس کا بادشاہ ہی نہ تھا بلکہ اس کا قریبی رشتے دار بھی تھا اور اس کا مہمان بھی ۔ وہ اپنے ذہن کو متضاد قسم کے خیالات میں اُلجھا ہُوا محسوس کر رہا تھا اور کسی فیصلے پر نہیں پہنچ پا رہا تھا۔ اس پر اس کی بیوی کو غصّہ آرہا تھا ۔ اس نے اس سے کہا :

"چلو تم صرف یہ کرو کہ بادشاہ کا اس کے شایانِ شان استقبال کرو۔ باقی کام میں خود کر لوں گی ۔"

اس شام بادشاہ ان کے قلعے میں آن پہنچا ۔ میکبتھ اور اس کی بیوی نے اس کا وہاں شان دار استقبال کیا اور اس کے اعزاز میں شان دار دعوت کی ۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بادشاہ سونے کے لیے اپنے کمرے میں

چلا گیا ۔ میکبتھ بادشاہ کے قتل کے لیے اب تک اپنے آپ کو آمادہ نہ کر پایا تھا ۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا :

"ہمیں چاہیے کہ بادشاہ کو قتل کرنے کا ارادہ ترک کر دیں ۔ بادشاہ ہم پر ہمیشہ بےحد مہربان رہا ہے ۔ اس نے ہم پر بڑی نوازشات کی ہیں ۔ اب جب کہ وہ ہمارا مہمان ہے اسے قتل کرنا ایک بڑا بھیانک جرم ہو گا۔ یہ احسان فراموشی کی انتہا ہو گی ۔"

لیکن اس کی بیوی ہر قیمت پر اس رات بادشاہ کو قتل کرنے پر تلی ہوئی تھی ، کیوں کہ اس کے خیال میں اس کے شوہر کے لیے اسکاٹ لینڈ کا تخت و تاج حاصل کرنے کے لیے ایسا سنہرا موقع پھر کبھی ہاتھ نہ آسکتا تھا۔

"کیا تم بُزدل ہو ؟" اس نے غصّے سے کہا ، "کیا تم بادشاہ بننے کا یہ سنہری موقع ہاتھ سے گنوانا چاہتے ہو ؟ تم آخر اتنا ڈر کیوں رہے ہو ؟"

"میں ڈر تو نہیں رہا ۔" میکبتھ بولا ، " لیکن ذرا سوچو تو اگر ہم ناکام ہو گئے تو۔"

" اپنی قوتِ ارادی کو مضبوط بناؤ ۔ اپنے اندر جرأتوں کی بجلیاں بھر لو۔ پھر ہم ہرگز ناکام نہیں ہوں گے ۔" لیڈی میکبتھ نے کہا ۔ پھر اس نے اسے اپنا منصوبہ سمجھایا کہ وہ ڈنکن کے دونوں محافظوں کو ایک نہایت تیز شراب پلا دے گی جو ان کے دماغوں میں چڑھ کر انھیں ہوش و حواس سے بالکل بیگانہ بنا دے گی ۔ پھر جب سب لوگ سو جائیں گے تو وہ اور میکبتھ دونوں مل کر بادشاہ کو قتل کر دیں گے اور اس قتل کا الزام اس کے محافظوں پر دھر دیں گے ۔

پھر رات گئے جب قلعے کے سب لوگ سو چکے تھے لیڈی میکبتھ اپنے

ہاتھ میں خنجر لیے چپکے سے بادشاہ کی خواب گاہ میں داخل ہو گئی۔ اسے اپنے شوہر پر اعتبار نہ تھا کہ وہ سوئے ہوئے بادشاہ کو قتل کر بھی سکے گا۔ اس لیے وہ خود اپنے ہاتھ سے بادشاہ کو قتل کر دینا چاہتی تھی، لیکن جب اس نے سوئے ہوئے بادشاہ کو دیکھا تو اسے اس میں اپنے باپ کی مشابہت دکھائی دی۔ وہ لرز کر رہ گئی اور اسے قتل کیے بغیر اپنے کمرے میں واپس آگئی اور میکبتھ کو خنجر دیتے ہوئے اس سے بادشاہ کو قتل کرنے کو کہا۔ میکبتھ نے اس سے خنجر لے لیا اور بادشاہ کی خواب گاہ کی طرف چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس لوٹا تو بُری طرح سے کانپ رہا تھا۔

"میں نے اسے قتل کر دیا ہے" اس نے اپنی بیوی کو بتایا، "کیا تم نے کوئی شور سُنا تھا؟" اس کے چہرے پر وحشت سی برس رہی تھی۔

لیڈی میکبتھ نے اسے پُرسکون کرنے کی کوشش کی، مگر وہ کہتا گیا، "کوئی شخص اپنی نیند میں زور زور سے ہنسا اور کوئی اور شخص چلّایا تھا۔ "قتل!" پھر مجھے کوئی آواز یہ کہتی سُنائی دی، "اب تم کبھی نہ سو سکو گے! تم نے نیند کو قتل کر ڈالا ہے!"

"تمھاری ان باتوں کا کیا مطلب ہے؟" لیڈی میکبتھ نے سختی سے پوچھا۔

"میں تمھیں بتاتا ہوں" میکبتھ کی آواز خوف سے لرز رہی تھی۔ "کسی نے چلّا کر کہا تھا، "سوؤ مت! گلیمس نے نیند کو قتل کر دیا ہے۔ اس لیے کاڈور اب نہ سو سکے گا۔ میکبتھ اب نہ سو سکے گا"

"تم خواب دیکھ رہے ہو گے" لیڈی میکبتھ کو اپنے شوہر کی باتوں پر غصّہ آرہا تھا۔ "جاؤ اور اپنے ہاتھوں پر لگا ہُوا خون دھو ڈالو" پھر اس نے

دیکھا کہ وہ خون آلود خنجر بھی اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ "اور تم یہ خنجر کیوں اپنے ساتھ لے آئے ہو۔ جاؤ۔ اور اسے بادشاہ کے سوئے ہوئے محافظوں کے پاس ڈال آؤ تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ انھوں نے ہی بادشاہ کو قتل کیا ہے۔"

"نہیں میں ہرگز نہیں جاؤں گا!" میکبتھ چلّایا، "میں جو کچھ کر آیا ہوں اسے دیکھنے کے خیال سے مجھے خوف آرہا ہے!"

"بزدل! ڈرپوک!" اس کی بیوی دانت پیستے ہوئے بولی، "مجھے دو خنجر! میں خود جاکر اسے وہاں ڈال آتی ہوں"

اور وہ میکبتھ سے خنجر چھین کر بادشاہ کی خواب گاہ میں چلی گئی اور اسے سوئے ہوئے محافظوں کے قریب ہی ڈال دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کمرے میں واپس آگئی۔ اس کے ہاتھوں پر خون لگا ہوا تھا۔ وہ انھیں میکبتھ کے سامنے پھیلاتے ہوئے بولی، "میرے ہاتھ بھی اب تمھارے ہاتھوں کے رنگ کے ہو گئے ہیں، لیکن میرا دل تمھاری طرح اتنا سفید نہیں"

اگلی صبح جب بادشاہ کے قتل کی خبر عام ہوئی تو قلعے میں شدید خوف و ہراس پھیل گیا۔ جوں ہی میکبتھ کو بادشاہ کے قتل کے بارے میں بتایا گیا اس نے ڈنکن کے کمرے میں جاکر اس کے دونوں محافظوں کو قتل کر دیا یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ وہی اپنے بادشاہ کے قتل کے ذمے دار تھے۔

بادشاہ کے لڑکوں میلکم اور ڈونلبین کو جب اپنے باپ کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ بےحد خوف زدہ ہو گئے اور اسکاٹ لینڈ سے فرار ہو گئے۔ ان کا خیال تھا کہ ان کے باپ کو اس کے محافظوں نے نہیں بلکہ میکبتھ ہی نے قتل

کیا ہے۔ وہ انھیں بھی قتل کر سکتا تھا۔ میکبتھ نے ان کے فرار کا فائدہ اُٹھاتے ہوتے دعویٰ کیا کہ بادشاہ کے قتل کے ذمے دار درحقیقت اس کے یہی بیٹے تھے۔ انھوں نے بادشاہ کے محافظوں کو اپنے باپ کے قتل پر لگایا تھا اور اب اس کے قتل کے بعد پکڑے جانے کے خوف سے ہی فرار ہو گئے تھے۔ میکبتھ چوں کہ بادشاہ کا اسکاٹ لینڈ میں واحد قریبی رشتے دار تھا اس لیے اب وہی وارثِ تخت و تاج تھا۔ چناں چہ اب اسے اسکاٹ لینڈ کا بادشاہ بنا دیا گیا۔

یوں ان تین چڑیلوں کی ایک اور پیش گوئی پوری ہو گئی، لیکن میکبتھ ابھی تک مطمئن نہیں ہوا تھا۔ اسے یاد تھا کہ چڑیلوں نے کہا تھا کہ اس کے بعد بینکو کی اولاد اسکاٹ لینڈ کی بادشاہ بنے گی اور ان کی بادشاہت کئی نسلوں تک چلے گی۔ وہ سوچنے لگا تھا کہ بینکو اور اس کا بیٹا اس کے لیے مسلسل خطرہ بنے رہیں گے۔ چناں چہ ایک دن اس نے اور اس کی بیوی نے اپنے تمام درباریوں اور امیروں کی اپنے گھر میں دعوت کی۔ اس دعوت میں انھوں نے بینکو اور اس کے بیٹے فلینس کو بھی مدعو کیا۔ اس دعوت سے پہلے میکبتھ نے دو کرائے کے قاتلوں کی خدمات حاصل کیں اور انھیں ہدایت کی کہ جب بینکو اور اس کا بیٹا گھوڑوں پر سوار قلعے کی طرف آرہے ہوں تو وہ انھیں راستے میں قتل کر ڈالیں۔ ان کرائے کے قاتلوں نے بینکو کو تو قتل کر دیا، لیکن اس کا بیٹا فلینس جان بچا کر بھاگ گیا اور اسکاٹ لینڈ سے فرار ہوکر انگلستان چلا گیا۔ وہاں تقدیر نے اسے انگلستان کا بادشاہ بنا دیا پھر وہ اسکاٹ لینڈ کا بھی بادشاہ بن گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے اور ان کی اولادیں طویل عرصے تک انگلستان اور

اسکاٹ لینڈ پر حکومت کرتی رہیں۔ یوں چڑیلوں کی ایک اور پیش گوئی بھی پوری ہو گئی۔

بینکو اور اس کے بیٹے کے محل میں نہ پہنچنے کے باوجود دعوت شروع کر دی گئی۔ اس دوران ایک قاتل نے آکر میکبتھ کو خفیہ طور پر اطلاع دی کہ بینکو قتل کر دیا گیا تھا۔ میکبتھ کو اس کے بیٹے کے بچ جانے کی خبر نے کوئی اتنا متاثر نہ کیا، کیوں کہ وہ بینکو کو ہی اپنا بے حد خطرناک دشمن سمجھتا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ بینکو اس کی جانب سے مشکوک رہتا ہے کہ اس نے بادشاہت حاصل کرنے کے لیے ڈنکن کو قتل کیا ہے، کیوں کہ وہ بھی چڑیلوں کی پیش گوئی کے بارے میں جانتا تھا۔ اب جب کہ بینکو قتل ہو چکا تھا میکبتھ کو کسی قسم کا خطرہ نہ تھا۔ چناں چہ وہ بڑے خوش گوار موڈ میں مہمانوں کے ساتھ ہنستا بولتا رہا۔ پھر جب کھانے کا وقت آیا اور وہ دوسرے مہمانوں کے ساتھ میز پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس کی کرسی پر کوئی بیٹھا ہُوا ہے جو دراصل بینکو کا بھوت تھا۔ اسے دیکھ کر میکبتھ بے حد خوف زدہ ہو گیا۔ یہ بھوت سوائے اس کے اور کسی کو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس لیے جب اس نے خوف سے چیخنا چلانا شروع کیا تو مہمان یہی سمجھے کہ شاید وہ بیمار ہے اور بیماری اس کے دماغ کو چڑھ گئی ہے۔ لیڈی میکبتھ نے بھی مہمانوں کے خیال کی تائید کی اور بولی "میرے شوہر کو ایسے دورے جوانی ہی سے پڑتے آرہے ہیں۔ ان کا دورانیہ طویل نہیں ہوتا۔ یہ ابھی ٹھیک ہو جائیں گے۔" اتنا کہہ کر وہ میکبتھ کو ایک طرف لے گئی اور اسے بُری طرح سے ڈانٹنے اور بُرا بھلا کہنے لگی۔ بینکو کا بھوت اتنی دیر میں

کرسی پر سے غائب ہو گیا۔اور میکبتھ اپنے آپ کو سنبھالے کرسی پر جا بیٹھا اور ایک نوکر سے بولا :

"میرا گلاس شراب سے بھر دو۔ آج میں جی بھر کے یہاں موجود معزز مہمانوں کے جام صحت پینا چاہتا ہوں۔ افسوس ہے جو میرا عزیز دوست بینکو اس وقت یہاں موجود نہیں ورنہ اس محفل کی مسرتیں اور رونقیں اپنے عروج کو پہنچی ہوتیں ۔"

نوکر نے اس کے جام میں لبالب شراب بھر دی۔ میکبتھ نے وہ جام اُٹھایا۔ اسی وقت اس کا چہرہ خوف سے ایک دم پیلا پڑ گیا۔بینکو کا بھوت پھر نمودار ہو گیا تھا۔ اس مرتبہ میکبتھ اپنی حالت نہ سنبھال سکا۔ اس نے عجیب عجیب سی باتیں کرنی شروع کر دیں۔ لیڈی میکبتھ اس کی یہ حالت دیکھ کر گھبرا گئی۔اس نے سوچا کہ اس بہکی ہوئی حالت میں اس کا شوہر کہیں بادشاہ ڈنکن اور بینکو کے قتل کا راز ہی سب مہمانوں کے سامنے نہ اُگل دے۔چناں چہ اس نے مہمانوں سے معذرت خواہانہ انداز میں رخصت ہو جانے کی درخواست کی۔ مہمان میکبتھ کی حالت پر اظہارِ افسوس اور ہمدردی کرتے ہوئے ایک ایک کر کے قلعے سے رخصت ہو گئے۔

مہمانوں کے جانے کے بعد میکبتھ نے سوچا کہ اسے ایک مرتبہ پھر اس ویرانے میں جاکر ان تین چڑیلوں سے ملاقات کرنی چاہیے تاکہ وہ اسے مستقبل کے بارے میں کچھ بتا سکیں اور کچھ مفید مشورے دے سکیں۔ وہ اپنے خطرناک اور گھناؤنے عزائم کی تکمیل کے لیے جرم کے راستے پر بہت دُور نکل گیا تھا۔ اس کے ہاتھوں چار آدمی قتل بھی ہو چکے تھے۔

یہ بادشاہ ڈنکن ،اس کے دو محافظ اور اس کا اپنا دوست بینکو تھے۔اب وہ یوں محسوس کر رہا تھا جیسے جرم و گناہ کے راستے پر اتنی دور تک چلتے رہنے کے بعد وہ واپس ہرگز نہیں مُڑ سکتا تھا، جو ہونا تھا ہو چکا۔ اسے اب ہرگز موڑا نہیں جا سکتا تھا۔ وہ اب اپنے تحفظ کے لیے ہر قسم کا گناہ اور جرم کرنے کے لیے تیار رہنے لگا تھا۔ اس نے اپنے خیال میں اپنے تمام دشمنوں اور حریفوں کا صفایا کر دیا تھا، لیکن ایک شخص میکڈف سے اسے خطرہ لاحق رہتا تھا۔ میکڈف فائف کا نواب تھا اور میکبتھ اپنے تخت و تاج کے تحفّظ کے لیے اسے بھی قتل کر ڈالنا ضروری سمجھتا تھا۔

اگلے دن صبح سویرے میکبتھ اس بھیانک ویرانے کی طرف روانہ ہو گیا، جہاں وہ اور بینکو پہلی مرتبہ ان تین چڑیلوں سے ملے تھے۔اس ویرانے میں چڑیلوں کی سردار ہیکیٹے کا غار بھی تھا۔میکبتھ سیدھا اس غار میں داخل ہو گیا۔ وہاں اس وقت ہیکیٹے کے علاوہ بہت سی چڑیلیں موجود تھیں۔انھوں نے میکبتھ سے کچھ وعدے بھی کیے اور اسے کچھ باتوں سے خبردار بھی کیا۔ انھوں نے اسے کہا کہ اسے فائف کے نواب میکڈف کی طرف سے چوکنّا رہنا چاہیے اور ساتھ ہی اسے ان الفاظ میں تسلّی دی کہ کسی عورت کا پیدا کیا ہُوا آدمی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ وہ اس وقت تک زوال کا مُنھ نہ دیکھے گا جب تک برنم کا جنگل چلتا ہوا ڈنسی نین کے قلعے تک نہیں آجاتا۔

ڈنسی نین ایک بہت بڑا اور شان دار قلعہ تھا، جو دفاعی لحاظ سے بےحد مضبوط سمجھا جاتا تھا۔ اس کے اِرد گرد جو گھنا جنگل پھیلا ہوا تھا اس کا نام

برنم کا جنگل تھا۔ چڑیلوں کی ان باتوں نے میکبتھ کے وہمی ذہن کو بےحد اطمینان دلایا۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا کہ کسی جنگل کے درخت اپنی جڑوں سے اکھڑ جائیں اور آکر اس پر حملہ آور ہو جائیں۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ چڑیلوں کی یہ پیش گوئی پوری ہونی ممکن نہیں تھی اور میکبتھ کو ہمیشہ محفوظ ہی رہنا تھا۔

اب میکبتھ نے میکڈف کو قتل کروانے کا فیصلہ کیا۔ چڑیلوں نے اسے اس کی طرف سے خبردار رہنے کی ہدایت کی تھی، لیکن جب وہ اپنے قلعے میں واپس پہنچا تو یہ جان کر اس کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی کہ میکڈف اسکاٹ لینڈ سے فرار ہو کر مقتول بادشاہ ڈنکن کے بیٹے میلکم کے پاس انگلستان چلا گیا تھا۔ شدید غیظ و غضب کی حالت میں اس نے میکڈف کے بیوی اور بچّوں کو قتل کروا دیا۔

میکڈف اور میلکم انگلستان میں بیٹھے میکبتھ کے خلاف جنگ کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ اسی دوران میکڈف کو میکبتھ کے ہاتھوں اپنے بیوی بچّوں کے مارے جانے کی اطلاع ملی۔ اس اطلاع سے اس کو بے حد رنج اور صدمہ پہنچا۔ اس نے عہد کیا کہ وہ میکبتھ سے اپنے بیوی بچّوں کے قتل کا انتقام ضرور لے گا۔ پھر اس نے اور میلکم نے ایک بڑی فوج اکٹھی کی اور اسکاٹ لینڈ کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ راستے میں بہت سے اسکاٹش جاگیردار اور نواب بھی ان سے آن ملے۔ یہ لوگ میکبتھ کے مظالم اور بے جا سختیوں سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ میلکم کی فوج جلد ہی سرحد عبور کر کے انگلستان سے اسکاٹ لینڈ میں داخل ہو گئی۔

اس دوران میکبتھ ڈنسی نین کے قلعے میں منتقل ہو گیا تھا۔ اس نے وہاں ایک بھاری فوج بھی جمع کر لی تھی۔ وہ اب ایک بالکل مایوس اور دل شکستہ انسان بن چکا تھا۔ ڈنکن کے قتل کے بعد وہ سکون قلب سے محروم ہو چکا تھا۔ اسے ہر دم ضمیر کی خلش ستاتی رہتی تھی۔ یہی ضمیر کی خلش اس کی بیوی کو بھی ہر دم بےچین اور بےسکون رکھتی تھی۔ اس نے اپنے شوہر کو جرم اور گناہ کے راستے پر چلنے کی ترغیب دی تھی۔ اس نے اپنی مضبوط قوتِ ارادی اور آہنی عزم و حوصلہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے شوہر سے ایسے ایسے کام کروائے تھے جو عام حالات میں وہ کبھی کرنے کی ہمّت نہ کر سکتا تھا، لیکن اب گناہ اور جرم کا احساس اسے بھی سخت بےچین اور پریشان رکھنے لگا تھا۔ اسے راتوں کو بےحد بھیانک خواب دکھائی دینے لگے تھے اور وہ نیند کی حالت میں قلعے کے مختلف حصّوں میں عجیب عجیب سی باتیں کرتی ہوئی چلتی پھرتی نظر آتی تھی۔ نیند کی حالت میں چلتے ہوئے وہ بار بار اپنے ہاتھوں پر سے خون کے فرضی دھبّے دھویا کرتی تھی اور چیخ چیخ کر کہتی تھی:

"میرے ہاتھوں کو ابھی تک خون لگا ہے! ان سے ابھی تک خون کی بُو آ رہی ہے! کیا عرب کی ساری خوشبوئیں مل کر بھی اس بُو کو دُور نہ کریں گی؟" کبھی کبھی وہ نیند کی حالت میں چلتے ہوئے یوں بڑبڑاتی: "آہ یہ کس نے سوچا تھا کہ بوڑھے آدمی کے جسم میں اتنا بہت سا خون موجود ہو گا؟" کبھی وہ بینکو اور لیڈی میکڈف کی باتیں کرنے لگتی۔ گناہ اور جرم کے شدید احساس نے اس کے ذہن کو بُری طرح سے بیمار

کر ڈالا تھا۔ اس کا علاج کرنے والے تمام ڈاکٹروں نے میکبتھ سے کہہ دیا تھا کہ اس کی بیوی کا مرض قطعاً لاعلاج ہے پھر ایک دن اسی ذہنی عذاب اور روحانی کرب کے ہاتھوں تنگ آکر لیڈی میکبتھ نے اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا۔

میکبتھ کو اب اپنی زندگی میں ایک خلا سا محسوس ہونے لگا تھا۔ اس نے اپنی زندگی میں جو کچھ چاہا تھا اسے حاصل کر لیا تھا، مگر اب اسے احساس ہونے لگا تھا کہ اس نے کچھ بھی حاصل نہ کیا بلکہ سب کچھ ہی گنوا دیا ۔ اپنے دوست، اپنی عزّت و وقار، اپنے سپاہیوں کا اعتماد، اپنی بیوی کی رفاقت۔

"میں بہت جی لیا ہوں۔" وہ اُداسی سے سوچتا تھا۔ "مجھے جو چیزیں پہلے حاصل تھیں، اب ان میں سے کوئی بھی میرے پاس نہیں۔ وہ چیزیں جو بڑھاپے میں انسان کی رفیق ہوتی ہیں۔ عزّت، محبّت، اطاعت، وفادار فوج، اچھے دوست۔ یہ مجھے اب نہیں مل سکتے۔ مجھے تو اب ہر طرف سے نفرت ہی مل سکتی ہے۔"

پھر اسے یہ اطلاع ملی کہ میلکم کی فوج اس کے قلعے کی طرف پیش قدمی کر رہی ہے۔ اس خبر نے اس میں ہمّت و جرأت کی بجلیاں بھر دیں۔ "میں اس سے جنگ کروں گا۔" اس نے چلّا کر کہا، "میں اس وقت تک خوف زدہ نہیں ہو سکتا جب تک برنم کا جنگل چلتا ہوا یہاں تک نہیں آجاتا۔"

اس نے دُشمن کا سامنا کرنے کے لیے اپنی فوج کو تیار کرنا شروع

کیا، لیکن اس سے قبل کہ وہ قلعے سے باہر نکلتا ایک قاصد ہانپتا کانپتا اس کے پاس پہنچا اور اسے ایک بے حد عجیب اور ناقابلِ یقین سی خبر سُنائی۔ اس نے کہا:

"جنابِ عالی، میں پہاڑی پر کھڑا ہوا تھا کہ میں نے اپنے سامنے برنم کے جنگل کو اپنی جگہ سے حرکت کرتے اور قلعے کی سمت بڑھتے دیکھا۔"

"تم جھوٹ بکتے ہو!" میکبتھ چلّایا، "یہ بھلا کیسے ممکن ہے؟"

لیکن قاصد کی اطلاع صحیح تھی۔ میلکم نے برنم کے جنگل میں پہنچتے ہی اپنے ہر سپاہی کو حکم دیا تھا کہ وہ درختوں سے ہری بھری شاخیں توڑ کر اپنے سامنے لگا لے۔ اس طرح فوج کی پیش قدمی پوشیدہ رہ سکتی تھی اور دُشمن اس کے فوجیوں کی تعداد کا صحیح اندازہ بھی نہ لگا سکتا تھا۔

چڑیلوں نے کہا تھا، "جب تک برنم کا جنگل چلتا ہوا ڈنسی نین تک نہیں آپہنچتا اس وقت تک تمھیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔" اور اب یہ جنگل چلتا ہُوا ڈنسی نین کی طرف آرہا تھا۔ میکبتھ کو اب عقل آنے لگی تھی کہ ان خبیث چڑیلوں نے اسے کیسے دھوکا دیا تھا۔ انھوں نے اس سے اب تک جو وعدے کیے تھے۔ جھوٹے ہی کیے تھے، لیکن ابھی ان کا ایک وعدہ باقی تھا کہ عورت کا پیدا کیا ہوا کوئی شخص میکبتھ کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ ممکن تھا کہ یہ وعدہ جھوٹا ثابت نہ ہو سکے۔

پس میکبتھ، جس نے بڑی سے بڑی اور خونریز سے خونریز جنگوں میں ہمیشہ اپنی بہادری کا لوہا منوایا تھا اور بہ حیثیت سپاہی اور جرنیل اپنی قابلیت کی سب پر دھاک بٹھائی تھی، دُشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے قلعے

سے باہر نکل آیا اور بڑی بہادری سے جنگ لڑنے لگا۔ چڑیلوں کا وعدہ اسے پُراعتماد بنائے ہوئے تھا۔

میکڈف دُشمن فوج کی کمان کر رہا تھا۔ اس کی نظریں میکبتھ کو تلاش کر رہی تھیں۔ وہ اسے قتل کر کے اپنی بیوی اور معصوم بچّوں کا انتقام لینا چاہتا تھا۔ پس اس نے جب اسے تلاش کر لیا تو وہ تلوار ہاتھ میں لیے لپک کر اس کے قریب جا پہنچا اور چیخا:

"میری طرف دیکھو اے جہنمی کتے!"

میکبتھ تلوار ہاتھ میں لیے اس کی طرف پلٹ پڑا اور اس کی طرف دیکھتے ہی چلّایا:

"بھاگ جاؤ میکڈف! میں تمھاری بیوی کو اور بچّوں کو پہلے ہی قتل کروا چکا ہوں۔"

"اور میں تم سے ان کے قتل کا بدلہ لینے آیا ہوں!" میکڈف دانت پیس کر بولا۔ اور تلوار سے اس پر وار کیا جسے میکبتھ نے اپنی تلوار پر روک لیا اور بولا:

"بیکار ہے میکڈف۔ تم مجھے قتل نہیں کر سکتے۔ جس شخص کو اس کی ماں نے عام طریقے سے پیدا کیا ہو وہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

"مجھے میری ماں نے عام طریقے سے پیدا نہیں کیا۔" میکڈف بولا، "میں اپریشن کے ذریعے سے پیدا ہوا تھا۔ تمھاری موت میرے ہاتھ سے لکھی ہے۔"

اس وقت میکبتھ کو معلوم ہوا کہ ان خبیث چڑیلوں نے آخری وقت میں بھی اسے دھوکا دیا تھا۔ ان کا آخری وعدہ بھی بالکل جھوٹا ہے۔ اس نے شدید غصّے اور نفرت کے عالم میں انھیں بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اس کی

ہمّت اور جرأت اس کا ساتھ چھوڑ گئی تھی۔ اس نے چلّا کر میکڈف سے کہا، "میں تم سے نہیں لڑنا چاہتا! میں تم سے ہرگز نہیں لڑوں گا!"

"تو تم ہتھیار ڈال دو بزدل آدمی۔" میکڈف طیش سے بولا۔

اس کے اس طعنے نے میکبتھ کے اندر آگ سی بھر دی۔ اس نے تلوار سونت لی۔

"کیوں؟ میں کیوں ہتھیار ڈالوں؟ میں آخر کیوں اس چھوکرے میلکم کے سامنے اپنے آپ کو ایک شکست خوردہ قیدی کی حیثیت سے پیش کروں؟ یہ لو میرا وار روکو۔ میں آخری سانس تک لڑوں گا۔" اتنا کہہ کر میکبتھ نے میکڈف پر تلوار کا وار کیا اور دونوں میں تلواریں چلنے لگیں۔ بالآخر میکبتھ اس لڑائی میں مارا گیا۔

یوں اس کی زندگی کی عجیب و غریب اور انوکھی مگر افسوس ناک اور دُکھ بھری کہانی اپنے انجام کو پہنچی۔

اس کے بعد میلکم اسکاٹ لینڈ کا بادشاہ بن گیا اور میکڈف کو اس کی شان دار خدمات کے صلے میں فائف کا نواب بنا دیا گیا